



بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ یک شنبہ ۱۰ نومبر ۱۹۹۱ء بمطابق ۲ جمادی اولال ۱۴۱۲ھ

فہرست

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
۱	تلاوت کلام پاک و ترجمہ	۱
۲	قرارداد مذمت (سلسلہ باری مسجد)	۲
۱۱	وقفہ سوالات	۳
۲۶	رخصت کی درخواستیں	۴
۲۶	تحریک استحقاق جو موخر کردی گئی تھیں (سلسلہ بلڈوزر ہاورز)	۵
۳۷	بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۳ میں ترمیم کانفرنس (مخانب میر ہایوں خان مری)	۶
۵۲	تحریک التواء نمبر ۱۵ مخانب ڈاکٹر کلیم اللہ خان	۷
۵۷	قراردادیں :	۸
	(i) قرارداد نمبر ۵۳ مخانب میر محمد عاصم کرد	
	(ii) قرارداد نمبر ۵۶ مسٹر کچول علی بلوچ	

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا ساتواں اجلاس

بدھ یک شنبہ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۶۱ بمطابق ۲ جمادی الاول ۱۳۸۳ھ

ذمہ صدارت اسپیکر ملک سکندر خان ایجوکیٹ

صبح دس بجے پچیس منٹ پر صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

افزونہ زادہ عبدالستین

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

الْحَسْبُ لَكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ عَبَادًا وَأَنْكُمْ إِلَهًا لَا تَرْجِعُونَ ○ فَتَعَلَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ○ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ○ وَقُلْ رَبِّ اجْعَلْ وَأَوْحَمَ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ○

ترجمہ : کیا تم خیال کرتے ہو ہم نے تمہیں بیکار کو پیدا کیا اور تم ہماری طرف لوٹنے والے نہیں؟ اللہ کہ بادشاہ حقیقی ہے ایسی بات کرنے سے پاک و بلند ہے وہ کہ کوئی معبود نہیں مگر اسی کی ایک ذات 'جمانداری' کے تحت عزت کا مالک!

اور جو کوئی اللہ کے سوا کسی دوسرے (من گھڑت) معبود کو پکارتا ہے تو اس کے پاس اس کے لئے دلیل نہیں۔ اس کے پروردگار کے حضور اس کا حساب ہونا یقیناً کفر کرنے والے بھی کامیابی نہیں پائیں گے۔ اور (اے پیغمبر!) تو کہہ "خدا یا! بخش دے، رحم فرما، تجھ سے بڑھ کر کوئی رحم کرنے والا نہیں!"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قرارداد مذمت

- جناب اسپیکر۔ جعفر خان مندوخیل صاحب قرارداد مذمت پیش کریں۔
- مسٹر جعفر خان مندوخیل۔ (وزیر تعلیم)۔ جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ ”یہ ایوان بامبری مسجد کی بے حرمتی کرنے کی مذموم سازش کی پرزور مذمت کرتا ہے اور یہ سفارش کی جاتی ہے کہ حکومت بھارت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونے سے بچائے اور مسلمانوں کے مقدس مقامات بالخصوص بامبری مسجد کی حفاظت کی ہر ممکن کوشش کرے۔“
- جناب اسپیکر۔ قرارداد جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ”یہ ایوان بامبری مسجد کی بے حرمتی کرنے کی مذموم سازش کی پرزور مذمت کرتا ہے اور یہ سفارش کی جاتی ہے کہ حکومت بھارت پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونے سے بچائے اور مسلمانوں کے مقدس مقامات بالخصوص بامبری مسجد کی حفاظت کی ہر ممکن کوشش کرے۔“
- سردار محمد طاہر خان لوئی۔ جناب اسپیکر۔ میں نے بھی ایک قرارداد اس ضمن میں پیش کی تھی اور آپ نے اس کو مسترد کر دیا۔ آج پتہ نہیں آپ نے اس طرح قرارداد منظور کر لی ہے۔
- جناب اسپیکر۔ آپ نے تحریک استحقاق پیش کی تھی۔
- سردار محمد طاہر خان لوئی۔ وہ تحریک استحقاق بنتی ہے آپ نے اس کو مسترد کر دیا۔ آج کون سا دن ہے کہ آپ نے اس کو منظور کر لیا ہے؟ کیونکہ ہم حزب اختلاف کے ہیں؟ اس لئے ہم اسلام کے لئے نہیں کہہ سکتے ہیں؟ کچھ نہیں بول سکتے اور ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔
- جناب اسپیکر۔ آپ نے تحریک استحقاق پیش کی تھی۔۔۔ (مداخلت)
- میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ یہاں پر جس طرح سردار صاحب نے کہا انہوں نے بامبری مسجد کی بات تھی دوسرے حوالے سے سٹاڈیو لہنٹ کے حوالے سے جہاں اسلام ہات آتی ہے جیسا کہ سردار

صاحب نے کہا انہوں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور اس میں انہوں نے حوالہ دیا تھا شاید وہ اس حوالے سے بات کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے واک آؤٹ کیا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا آپ نے جو چیز منظور نہیں کی تھی ہم نے واک آؤٹ کیا تھا آج وہی چیز دوبارہ آئی۔ کان کو چاہے یہاں سے پکڑیں یا وہاں سے پکڑیں بات تو وہی آتی ہے آج آپ نے جناب اسپیکر۔۔۔

○ جناب اسپیکر۔ ضابطہ اپنی جگہ پر ہے۔ انہوں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی میں نے ان سے کہا تھا کہ وہ کہیں کہ وہ کس طرح تحریک استحقاق بنتی تھی لیکن وہ ایوان سے تشریف لے گئے۔۔۔۔ (داخلت)

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ انگریزی کا مقولہ ہے کہ

When there is will, there is way.

اگرچہ آج (Will) ہے قرارداد تو ٹھیک ہے ویسے آپ کی مرضی ہے۔

○ جناب اسپیکر۔ ضابطہ سے کوئی بھی باہر نہیں جاسکتا، نہ میں نہ آپ۔ جی جعفر صاحب۔

○ مسٹر جعفر خان مندوخیل۔ (وزیر تعلیم)۔ جناب اسپیکر۔ بھارت کے شرابوہیدہ میں ہابری مسجد کی بے حرمتی سے پیدا شدہ صورتحال پر بحث کرنے کے لئے میں نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔ اطلاعات کے مطابق انتہا پسند ہندوؤں نے ہابری مسجد میں زبردستی داخل ہو کر اس کی دیوار کو شہید کر دیا اور اس گنبدوں پر ہندوؤں کا مذہبی پرچم لہرایا ہے یہ کارروائی صریحاً مسجد کی بے حرمتی ہے۔۔۔۔ (داخلت)

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ فشر فار ایجوکیشن تقریر کر رہے ہیں یا پڑھ رہے ہیں؟

○ وزیر تعلیم۔ پڑھ رہا ہوں۔ پاکستان کے عوام اس پر انتہائی غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں ہم بھارتی حکومت کی بھی مذمت کرتے ہیں کہ وہ نام نہاد سیکولر دعوے کے باوجود انتہا پسند ہندوؤں کے گروہوں کی مسلم دشمن کارروائیوں کی روک تھام میں ناکام ہو چکی ہے۔

○ جناب اسپیکر۔ اگر آپ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں تو آپ کو اجازت لینی چاہئے۔

○ وزیر تعلیم۔ جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت ہے تو میں پڑھ لوں گا؟

○ جناب اسپیکر۔ اجازت ہے۔

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ اس سے پہلے انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔ اب تو کافی حد تک پڑھ لیا ہے میں نے یہ پوائنٹ اٹھایا تھا تو آپ نے ان کو چھوڑ دیا۔ ابھی تک تو انہوں نے تقریباً کافی پڑھ لیا ہے۔۔۔۔۔

○ وزیر تعلیم۔ یہ پوائنٹس ہیں تقریباً اس میں لہذا بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ۔۔۔ (مداخلت)

○ میر ہمایوں خان مری۔ اگر وہ فلور آف دی ہاؤس پر یہ کہتے ہیں کہ پوائنٹس ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔ (مداخلت)

آپ پڑھ رہے ہیں ٹھیک ہے ورنہ اس کی اجازت نہیں ہے بھائی۔۔۔ (مداخلت)
آپ پڑھ رہے ہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ جی۔ پڑھ لیں آپ

○ وزیر تعلیم۔ ٹھیک ہے۔ میں پوائنٹس پڑھ رہا ہوں باہا!

○ میر ہمایوں خان مری۔ جی۔ آپ پڑھ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر۔ وہ پوائنٹس پڑھ رہے ہیں یا تقریباً پڑھ رہے ہیں؟

○ وزیر تعلیم۔ بھارتی حکومت سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ باہری مسجد نیز بھارت کے مسلمانوں کے دوسرے مقدس مقامات اور مساجد کے تحفظ کے لئے اپنی آئینی اور قانونی ذمہ داریوں کو پورا کرے اور بھارتی مسلمانوں کی جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنائے ہم پاکستان کی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ باہری مسجد کی بے حرمتی کا نوٹس لیتے ہوئے بھارتی حکومت کے سامنے اس مسئلے کو اٹھائے اور اس پر واضح کر دے کہ پاکستان کے غیور مسلمان بھارت میں اپنے مقدس مقامات کی بے حرمتی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب اسپیکر صاحب۔ پچھلے چند دنوں سے بھارت کی نئی حکومت جب سے بنی ہے اس وقت سے ہی بھارت میں مسلسل مسلم کش فسادات ہو رہے ہیں مسلمانوں کے مقدس مقامات کے بے حرمتی ہو رہی ہے اخبارات اور دوسرے میڈیا میں بھی آپ نے دیکھا اور اس ایوان نے بھی دیکھا پریس نے بھی دیکھا ہوگا کہ بھائی باہری مسجد کی دیوار کو شہید کیا گیا اور مسجد کے گنبد پر اپنا پرچم لہرا دیا۔ اس سے مسلمان چاہے وہ دنیا کے

کسی بھی کوئے میں ہو خصوصاً ہم بلوچستان اور اس ایوان کے لوگ ہم نے محسوس کیا ہے کہ وہاں سیکولر حکومت ہونے کے باوجود بھی اس بات پر کبھی توجہ نہیں دی گئی کہ بھائی مسلمانوں کو وہاں مذہبی رسوم آسانی سے ادا کرنے دیا جائے یا مسلمانوں کے مقدس مقامات کی حفاظت کی جائے یا مسلمانوں کو قتل ہونے سے اور ہلاک ہونے سے ان کی املاک کو تباہ و برباد کرنے سے بچایا جائے۔ سیکولر ازم میں تمام مذاہب کو آزادی سے اجازت ہے کہ وہ اپنے فنکشن کریں، بھارتی حکومت نے اس بات پر مکمل خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔ مسلمانوں کے وہاں جو مقدس مقامات ہیں خصوصاً بابری مسجد کی دیوار کو شہید کیا گیا اس سلسلہ میں وہاں دوسرے مقامات پر جو فسادات ہو رہے ہیں حکومت نے کوئی ایکشن نہیں لیا ہے اور نہ ہی فسادات کی روک تھام کے لئے کوئی بندوبست کی ہے بلکہ بھارتی حکومت نے اس بات پر مکمل خاموشی اختیار کی ہوئی ہے اس سے ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ اس سے نہ صرف عالم اسلام میں اشتعال کی ایک لہر دوڑی ہوئی ہے۔ جس سے یہ خطرہ ہے جیسا کہ دو سال پہلے ہوا تھا کہ یہاں بھی وہ فسادات شروع ہو گئے تھے اور پاکستان میں جو اقلیتی ہندو ہیں وہ اس کی لپیٹ میں آ گئے تھے۔ ہمارے ساتھ دوسری اقلیت والے رہتے ہیں اور ہندو رہتے ہیں انہیں ہماری طرف سے اپنے مذہب میں پوری آزادی حاصل ہے۔ ہم ان کی ہر چیز کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کے مقدس مقامات کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کی جان و مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کے باوجود کہ وہ یہاں پر بہت ہی کم تعداد میں ہیں۔ ایسے ہیں جیسے آٹے میں نمک کے برابر، ہندوستان میں مسلمان دوسری بڑی اقلیت ہیں۔ غالباً پندرہ کروڑ کے لگ بھگ ہیں۔ وہاں ان کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ وہاں کی حکومت نے اس چیز کا کبھی کوئی نوٹس نہیں لیا ہے کہ مسلمان جو یہاں ہمارے ساتھ دوسری بڑی اقلیت کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ ان کے مقدس مقامات کی ان کی عبادت گاہوں کی، ان کی جان و مال کی حفاظت کی جائے یا کوئی بھی ذمہ داری محسوس کی جائے۔ ایسا لگتا ہے کہ بھارتی حکومت کی یہ خاموشی کسی مصلحت کے تحت ہے۔ ان کی یہ مرضی ہے کہ مسلمان وہاں تباہ ہوں اور مسلمانوں کے مقدس مقامات، مساجد، اور مزارات کی بے حرمتی ہو اور ان کو شہید کیا جائے۔ اس سے پہلے پچھلے وزیر اعظم کے دور میں کم سے کم اپنے دور میں کچھ اقدامات کئے تھے اور کچھ پروٹیکشن کی کوشش کی تھی۔ موجودہ بھارتی حکومت نے کسی طور یہ ذمہ داری محسوس نہیں کی اور نہ کسی طور ہمارے سامنے یہ بات آئی ہے کہ حکومت نے کوئی کارروائی کی ہے اور نہ ہی انتہا پسند ہندوؤں کو روکنے کی کوشش کی ہے کہ بھی دوسروں کے مقدس مقامات کی حفاظت آپ پر لازم ہے اور ان کے مقامات مقدسہ کی اور مساجد کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں۔ یہ ذمہ داری بھارتی حکومت

کی بنتی ہے۔ پاکستان کی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہماری جو مسلمان بھائی وہاں رہتے ہیں۔ ان کا پرسان حال ہمیں ہونا چاہئے۔ ان کی تکلیف میں ہمیں شامل ہونا چاہئے۔ ان پر جو بھی ظلم و ستم ہو رہا ہے اس کا ہماری حکومت کو نوٹس لینا چاہئے۔ اس کے خلاف دنیائے اسلام میں اور ساری دنیا میں ایک آواز اٹھائی جانی چاہئے۔ اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے یا اسلامی بلاک کے پلیٹ فارم سے اس طرح آواز اٹھائی جانی چاہئے کہ اس طرح کے واقعات ہونا بند ہو جائی یا ختم ہو جائیں۔ نہیں تو خدشہ یہ محسوس ہو رہا ہے۔ یہ مذہبی تعصب کی جو لہر ہوتی ہے یا مذہبی جنون جو ان پر سوار ہوا ہے اور وہ جو دوسرے مذہب کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں تو پھر شاید یہ بات وہاں تک محدود نہ رہے کیونکہ جب مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں تو دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اس کی لہر پورے عالم اسلام میں پھیل جاتی ہے تو یہ بھارت تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ دوسرے ملکوں تو پھیل جاتی ہے اگر یہ لہر پھیل گئی تو پاکستان جو ایک ہمسایہ ملک ہے اور وہاں کے لوگوں سے ہمارے ثقافتی رابطے ہیں اور اس کا سب سے پہلے اثر پاکستان میں ہوتا رہا ہے اور اس مرتبہ بھی خدشہ یہ ہے کہ یہاں یہ مذہبی جذبات بھڑک اٹھیں اور ہندو کش فسادات شروع ہو گئے تو حکومت پاکستان دیگر اسلامی حکومتیں ہیں پھر ان کے بس میں بھی اس کا کنٹرول کرنا نہ ہو سکے گا کیونکہ وہاں سے جو کارروائی یا ایک ایجنٹ ہوتا ہے اس پر فطرتاً Reaction ہوتا ہے پھر یہ سمجھدار لوگوں کی بات نہیں رہ جاتی ہے کہ وہ کنٹرول کر لیں یا ہم کنٹرول کر لیں یا حکومت کنٹرول کر لے۔ پھر جو ہمارے جذباتی عوام ہیں پبلک ہے ان کے کنٹرول سے بھی نکل جائے گا اور اس حکومت کے کنٹرول سے نکل بھی جائے گا اور اس طرح یہاں ہر طرف شورش اور بلبوہ ہو جائے گا اور یہاں بھی وہی کارروائیاں شروع ہو جائیں گی۔ جو وہاں ہوتی رہتی ہیں، اس موقع پر میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت پاکستان کو اس مسئلہ کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہئے۔ چاہے وہ کسی دنیا کے فورم پر ہو، اقوام متحدہ کے فورم پر ہو، یا دوسرے فورم پر ہو یا اسلامی بلاک کے فورم پر ہو تاکہ یہ کارروائی فوری طور پر روکی جاسکے اور وہاں پر جو مسلم کش فسادات ہیں ان کی روک تھام کی جائے۔ وہاں جو ہمارے مقدس مقامات اور مساجد ہیں انہیں جو ہمارا کیا جا رہا ہے اس کی روک تھام کے لئے بھارتی حکومت کوئی سنجیدہ کارروائی کرے۔ اس سے بھارت کا سر تو پوری دنیا میں جھک گیا ہے۔ اگر ہم نے بھی اس کا نوٹس نہیں تو ہمارے سر بھی جھک جائیں گے اور ہمارے جو ذریعے سے ہیں اگر ہم نے انہیں استعمال نہیں کیا تو۔۔۔

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب والا۔ وزیر تعلیم صاحب بات کر رہے اور مولوی عبدالغفور صاحب کھڑے ہوئے ہیں۔ دوسرے مولوی صاحب بیٹھے ہوئے بات کر رہے ہیں شاید کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

آپ آدھا گھٹے سے کھڑے ہیں اس پر کنسٹریٹ کریں۔ آپ کیوں کھڑے ہیں؟ خیریت تو ہے۔

○ جناب اسپیکر۔ جی۔ وزیر تعلیم

○ وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ میں اس ایوان کے توسط سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مرکزی حکومت سے سفارش کرے کہ وہ اس مسئلہ کا سنجیدگی سے نوٹس لے اور جس طریقہ سے بھی ان فسادات کا اور بے حرمتی کا تدارک ہو سکتا ہے وہ کرے بہت شکریہ۔

○ میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا۔ میں اس قرارداد کے حق میں ہوں اور اس اس کی حمایت کرتا ہوں کیونکہ یہ قرارداد کسی ایک فرد کی نہیں ہے۔ جناب والا۔ یہ عالم اسلام کی بات ہے۔ جناب والا۔ چاہے بابری مسجد ہو یا بیت المقدس جو اس وقت یہودیوں کے قبضہ میں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بیت المقدس بھی آزاد ہو اور بابری مسجد کی جو بے حرمتی ہو رہی ہے وہ نہ ہو۔ ہندوؤں نے اسے ایک سیاسی ایٹھ بنایا ہے۔ جن ہندوؤں نے اس کا آدھا حصہ شہید کیا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ نہ صرف ہم بلکہ پورا عالم اسلام اس پر ایکشن لیں گے۔ ہماری گورنمنٹ سے یہ درخواست ہے کہ حکومت سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کرے۔ یہ بابری مسجد کا مسئلہ پورے پاکستان کو اپنی پیٹ میں لے لے گا کیونکہ ہم اس مسئلہ کو برواشت نہیں کرتے ہیں۔ پاکستان میں تو چاہئے یہ اسلامی مملکت ہے اور یہاں جس طرح سے اقلیت رہتی ہے وہ آپ سب کو معلوم ہے ہم انہیں پروٹیکشن دیتے ہیں۔ ان کے گرجا گھروں کو ان کے مندروں کو، ان کی عبادت گاہوں کو وہ سب ہمارے دور میں محفوظ ہیں۔ وہاں پر جو سیکولر گورنمنٹ ہے انہیں بھی چاہئے کہ وہ ہمارے جو پندرہ کروڑ مسلمان وہاں رہتے ہیں۔ ان کے مساجد ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ بھی اس گورنمنٹ کا فرض بنتا ہے۔ جناب والا۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ میرے دوسرے ساتھی بھی اس مسئلہ پر بحث کریں گے۔ شکریہ جناب!

○ جناب اسپیکر۔ مولانا عبدالغفور حیدری

○ مولانا عبدالغفور حیدری۔ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)۔ جناب اسپیکر صاحب۔ اس وقت جو قرارداد مذمت پیش ہے۔ میں بھی اس کے متعلق اس قرارداد کی حمایت میں کچھ گزارش کروں گا کہ ہمیشہ سے دنیا میں تین قومیں تھیں جس نے ہمیشہ مسلمانوں کو نظریاتی اور مذہبی طور پر کمزور کرنے کی کوشش کی ہے اور دنیا میں جہاں بھی مسلمان ملا انہوں نے ان کو بھرپور کمزور کرنے کی کوشش کی ہے۔ ظلم و ستم ڈھائے وہ یہود و

نصاری یا کیونسٹ تھے لیکن کوئی عرصہ دس سال سے ہند متعصب اقوام بھی اس صف میں شامل ہو گئے اور وہ بھی اس استعماری قوتوں کے ساتھی بن کر ظلم و ستم کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ ہندوستان کا ملک جو سیکولر کے نام پر بنا ہے اور پاکستان جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا پاکستان میں یہ ہونا چاہئے تھا کہ یہاں پر ہندو اقلیتوں کو تحفظ نہ ہوتا کیونکہ یہ ملک ایک نظریاتی لحاظ سے وجود میں آیا ہے لیکن جناب اسپیکر۔ ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک ہندو اقلیت کی عزت و آبرو جان و مال یہاں تک کہ ان کو مذہبی آزادی حاصل ہے ان کے رسم و رواج محفوظ ہیں۔ اس کے برعکس جو ملک سیکولر کے نام پر بنا تھا کہ جہاں معاشی، سیاسی نظام ہوگا اور مذہبیت کے لحاظ سے جو مختلف لوگ وہاں رہتے ہیں وہ سکھ ہوں یا عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں ان کو آزادی کے ساتھ اپنے رسومات ادا کرنے کی اجازت دی جائے گی اور ان کے مذہبی رسومات محفوظ ہونگے لیکن جناب ہم دیکھتے ہیں کہ عرصہ دس سال سے زیادہ ہوا ہے کہ ہندوستان میں ہندو مذہبی متعصبوں نے مسلمانوں کے ہزاروں مسجدیں مندروں میں تبدیل کئے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں مساجد شہید کر رہے ہیں اور اب یہاں تک آگئے ہیں کہ مسلمانوں کی باری مسجد جیسی عظیم مسجد اور مسلمانوں کی عظیم عبادت گاہ کو مسمار کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اس کے تقدس کو پامال کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر صاحب۔ جیسا کہ میرے پیش رو جناب کہیم نوشیروانی صاحب نے فرمایا کہ باری مسجد کی بے حرمتی ہو یا بیت المقدس ہو یا جہاں کہیں بھی مسلمان بستے ہیں مذہبی حوالے سے مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو ان پر ظلم و ستم ہو رہا ہے یہ انتہائی افسوس نام امر ہے ان مظالم کو دیکھت ہوئے حکومت پاکستان اور ہمارے دوسرے ممالک خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں ان واقعات کا نوٹس لیا جائے اور ا کے لئے پاکستان پہل کرے اور تمام مسلم ممالک کے سربراہوں کا اجلاس بلائیں اور اس بات پر غور کریں کہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا تحفظ کیسے کیا جاسکے میرے خیال میں اس کا علاج یہ ہے کہ مسلمان اس کے لئے جہاد کا اعلان کریں اور جب تک مسلمانوں میں جذبہ جہاد موجود تھا اور ان کے اپنے نظریات اور عقائد اپنی عبادت گاہوں کے لئے مضبوط تھے تو کسی کو جرات نہیں ہوتی تھی کہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلے یا مسلمانوں کے جذبات کو کمزور بنانے کی کوشش کرے۔ لیکن جب یہ جذبہ رفتہ رفتہ ختم ہونے لگا اور مسلمانوں کو ایک نظریہ کے تحت اکٹھا رکھا جاسکے۔ آج اس حوالے سے پوری دنیا میں جہاں دیکھیں گے کہ مسلمان ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں ان کی عبادت گاہیں مسمار کی جارہی ہیں اور ان کی عبادت گاہوں کو پامال کیا جا رہا ہے لہذا جناب اسپیکر۔ میں اس

قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے مرکزی حکومت سے گزارش کروں گا بلکہ پرزور مطالبہ کروں گا کہ مرکزی حکومت ہندوستان پر یہ دباؤ ڈالے کہ وہ پاکستان میں ایسے حالات پیدا نہ کرے کہ یہاں پاکستان میں بھی ہندوؤں کے خلاف ایسے جذبات ہوں جو پھر یہاں کی اقلیتوں کے لئے نقصان کا باعث بنے۔

جناب اسپیکر۔ آپ کے توسط سے اور اس ایوان کے توسط سے عرض کروں گا کہ مرکزی حکومت ہندوستان کو ایک پرزور سفارش کرے کہ بابری مسجد کے حوالے سے فوری طور پر مداخلت کرے اور ہندوستان حکومت سے احتجاج کرے کہ بابری مسجد ہو یا ہندوستان میں دیگر مقدس عبادت گاہیں ہوں خواہ کشمیر ہو یا کشمیر کے مسلمان ہوں ان سب کے تحفظ کے لئے فوری طور پر اقدام کرے۔ انہی کلمات کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔
شکریہ۔

○ جناب اسپیکر۔ مولانا امیر زمان

○ مولانا امیر زمان۔ (وزیر زراعت)۔ جناب اسپیکر۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور مرکزی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کیا جائے اور گزارش یہ ہے کہ ایک ہندوستان میں صرف نہیں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اور مسلمانوں کے ساتھ جو اسلام کے ساتھ لوگ مذاق اور مسخرے کر رہے ہیں میری گزارش ہے کہ مسلمان متحد ہو کر جہاد کریں۔ جناب اسپیکر۔ ہم مرکز سے یہ سفارش کرتے ہیں کہ ہندوستان میں جو مسلمان ہیں ان کا تحفظ کیا جائے۔

○ جناب اسپیکر۔ میر عاصم کرد پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

○ میر محمد عاصم کرد۔ جناب اسپیکر۔ یہ مولانا صاحب جہاد کے لئے کہہ رہے ہیں اگر وہ چاہتے ہیں تو ان کو ہندوستان پہنچانے کا میں انتظام کرتا ہوں۔

○ جناب اسپیکر۔ یہ پوائنٹ ان آرڈر نہیں ہے۔

○ مسٹر جعفر خان مشہور خلیفہ۔ (وزیر تعلیم)۔ جناب والا۔ یہ ہماری قرارداد مذمت جس میں مسلمانوں کی باتیں ہیں وہ ان کو صحیح نہیں لگی ہیں یا ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔

○ میر محمد عاصم کرد۔ جناب والا۔ وہ جہاد کا کہہ رہے ہیں مرکزی حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ ان کو تقرر کرنے دیں۔

○ مولانا امیر زمان۔ (وزیر زراعت)۔ تو جناب والا۔ میں اس طرف ہی آرہا ہوں ہم مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرتے ہیں کہ ہندوستان میں جو مسلمان ہیں ان کا تحفظ کیا جائے لیکن جو مرکزی حکومت کے ساتھ ساتھ تحریک بیگم نسیم دلی خان نے یہ بیان دیا ہے کہ مسلمان عورت کی شہادت دو عورت کی گواہی کے برابر نہیں ہے اس نے کہا ایسا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا عورت کی گواہی مرد کے ساتھ برابر ہے لہذا ہم یہ بھی سفارش کرتے ہیں کہ حکومت میں شریک ہو کر اسلام کا مذاق نہ اڑائیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

○ جناب اسپیکر۔ اس وقت قرارداد پر بات ہو رہی ہے اس کے متعلق بات کریں۔

○ مولانا امیر زمان۔ (وزیر زراعت)۔ جناب والا۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جو انہوں نے کہا ہے کہ اگر جہاد کے لئے ہندوستان جانا ہے تو ہم ہندوستان جانے کے لئے تیار ہیں چاہے ہندوستان ہو، افغانستان ہو، بیت المقدس ہو، وہاں ہمارے ساتھی شہید بھی ہوئے ہیں آزاد کشمیر میں بھی ہوئے ہیں۔ ہم بھی تیار ہیں کہ وہاں پر جائیں اور جہاد کریں لیکن حکومت سے سفارش یہ ہے کہ جو حضرات پاکستان میں اسلام کا مذاق اڑا رہے ہیں یہاں شراب پی رہے ہیں، اسلحہ کی نمائش کرتے ہیں، یہاں آپ سرینا ہوٹل میں جائیں کہ کتنی شراب ہے۔ سرینا ہوٹل میں دیکھیں کتنی فاشی ہو رہی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ پاکستان کی ذمہ داری آپ اٹھالیں اور ہم وہاں پر جائیں وہاں پر جہاد کریں افغانستان میں جہاد کریں۔

○ میر محمد عاصم کرو۔ جناب والا۔ معزز رکن تسلیم کر رہا ہے کہ یہاں شراب بک رہا ہے پھر آپ لوگ اس حکومت میں کیوں شامل ہیں اور شامل کس طریقے سے ہیں کیا وہ شراب وہاں دیکھتے ہیں؟

○ جناب اسپیکر۔ عاصم صاحب آپ اپنے نمبر پر بولیں گے ان کو بولنے دیں۔

○ مولانا امیر زمان۔ (وزیر زراعت)۔ تو جناب والا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہم اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو لوگ اسلام کے ساتھ مذاق کرتے ہیں اس کی بھی مخالفت کرتے ہیں اور ہم مرکزی حکومت سے سفارش کرتے ہیں کہ جو بھی معاملات ہیں وہ ان کا سختی سے نوٹس لے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ آئندہ وہ اسے مذاق نہ بنائیں۔۔۔۔۔ (مداخلت)

○ جناب اسپیکر۔ عاصم کرو صاحب آپ اپنے نمبر پر بولیں۔ جی۔ مولانا امیر زمان صاحب کیا آپ مزید

بولیں گے؟

○ مولانا امیر زمان- (وزیر زراعت)- تو جناب میرا مطلب یہ ہے کہ ہم اس قرارداد کی پرزور مذمت کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو بھی یہ مذاق کرتے ہیں اس کی بھی ہم مخالفت کرتے ہیں اور مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرتے ہیں کہ جو بھی معاملات نہیں ان کا نوٹس لے اور ان کے خلاف سخت کارروائی کریں۔

○ جناب اسپیکر- اور کوئی صاحب اس سلسلے میں بولنا چاہیں گے؟

○ ماسٹر جنسٹن اشرف- (وزیر اقلیتی امور)- جناب اسپیکر- مندرجیل صاحب کی پیش کردہ قرارداد کی میں حمایت کرتا ہوں لیکن ایک بات کے لئے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ یہاں بسنے والی اقلیتیں ہیں وہ پاکستانی ہیں، وہ اتنی ہی پاکستان کے خیر خواہ ہیں آپ اسلام کے بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ وہ اسلامی ملک میں آباد ہیں لیکن اگر ہمارا ہمسایہ ملک بھارت اقلیتوں کے ساتھ ناروا سلوک رکھتا ہے اور عبادتگاہوں کی بے حرمتی کرتا ہے اور اگر ہم اس کے جواب میں یہاں کی اقلیتوں کو دھمکی دیتے ہیں یا ہم بھی وہی کچھ کرتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا ہے۔ میں اس ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ کسی غلط کام کا جواب غلط کام سے دینے کے بجائے ہم ان کی حفاظت کا ذمہ لیں۔ ان کا تحفظ کریں اور وفاقی حکومت سے رجوع کیا جائے کہ وہ اس کا سختی سے نوٹس لے اور جو بھی دوسری تنظیمیں بین الاقوامی سطح پر جو ان کے حقوق کا تحفظ کرتی ہیں ان سے کہا جائے کہ وہ وہاں پر ظلم و ستم کو روکیں۔

○ جناب اسپیکر- قرارداد پر بحث ختم ہوئی، سوال نمبر ۳۶۷ میر محمد عاصم کرو۔

○ مسٹر سعید احمد ہاشمی- (وزیر قانون)- جناب بحث مکمل ہو گئی لیکن اسے منظوری کے لئے پیش نہیں کی گئی۔

○ جناب اسپیکر- یہ اس حد تک تھی کہ یہ صرف قرارداد مذمت ہے۔

وقفہ سوالات

☆ ۳۶۷ میر محمد عاصم کرو۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ (الف) کیا یہ درست ہے کہ خصوصی ترقیاتی فنڈز روک دیئے ہیں اور سالانہ ترقیاتی پروگرام پر پچاس فیصد کوٹہ

کی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس سے صوبہ کے ترقیاتی پروگرام میں رکاوٹ نہیں آئے گی۔

○ مولانا عصمت اللہ - وزیر منصوبہ بندی و ترقیات - بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے چاروں صوبوں کے خصوصی ترقیاتی پروگرام ختم کر دیے ہیں لیکن یہ درست نہیں ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ۵۰ فیصد کٹوتی کی گئی ہے یہ کٹوتی صرف ۵ سے ۱۰ فیصد تک ہے اور اس کا اثر غیر ضروری اسکیمات پر پڑے گا۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام ۹۱-۱۹۹۰ء کے لئے فراہم کردہ ۱۳۳ کروڑ روپے کی رقم کے مقابلے میں موجودہ دو سال کے لئے مرکزی حکومت نے ۱۷۵ کروڑ روپے مہیا کئے ہیں جس کی وجہ سے صوبے کے ترقیاتی پروگرام میں رکاوٹ نہیں آئے گی۔ مزید برآں صوبائی وسائل میں سے ۲۱۵ کروڑ روپے کے اضافی رقم ترقیاتی پروگرام کے لئے مختص کی گئی ہے جس میں سے ۱۰۸۶۷۳۳ کروڑ کی رقم خصوصی ترقیاتی پروگرام کی جاری اسکیمات کے لئے اور ۱۰۶۶۲۷۱ کروڑ کی رقم خصوصی ترجیحی پروگرام پر خرچ کی جائے گی۔

○ میر محمد عاصم کرد - جناب اسپیکر - میرا ضمنی سوال ہے۔ کیا مولانا صاحب یہ بتائیں گے کہ وفاقی حکومت نے ترقیاتی پروگرام جو ختم کی ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات - جناب اسپیکر - اس کی وجہ مرکزی حکومت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ بلوچستان کو جو کہ سب سے زیادہ پسماندہ صوبہ ہے اور خصوصی ترقیاتی پروگرام بنیادی طور پر بلوچستان کے لئے رکھا گیا تھا اس سال بلوچستان کو ڈیولپمنٹ سرچارج کی جو بڑی رقم ملی ہے اس کے بعد تو بلوچستان کو جو خصوصی رعایت مرکزی حکومت کی طرف سے دی گئی تھی مرکزی حکومت نے اس رعایت کو واپس لی۔ ہم نے اس پر احتجاج کیا، بحث کی، ناراضگی کا اظہار کیا، ہم نے یہ بھی کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک جیب سے نکال کر دوسری جیب میں ڈال دیا گیا۔ ہم نے یہ بھی کیا کہ ایک ہاتھ سے لے کر دوسرے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ جہاں تک صوبائی حکومت کی کوششیں تھیں ہم نے کافی کوششیں کیں لیکن مرکزی حکومت نے ہماری یہ بات نہ مانی اور خصوصی ترقیاتی پروگرام کٹی گئی۔

○ میر محمد عاصم کرد - جناب سنی سرچارج کے کتنے پیسے آپ کو سالانہ ملتے ہیں؟

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ آپ بھی صوبہ کے ایک ذمہ دار شخص ہیں آپ کو بھی معلوم ہونا چاہئے تھا۔ تقریباً اس سال ڈیو لہمنٹ سرچارج کی جو رقم بلوچستان کو ملی ہے تفصیل تو وزیر خزانہ صاحب بتائیں گے لیکن تقریباً ۵ ارب کے قریب رقم بلوچستان کو ملی ہے، یہ تو بلوچستان کے اخبارات میں بھی آیا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب کو اس کی یقیناً زیادہ تفصیلات کا علم ہوگا۔ اجمالی تفصیل یہ ہے کہ تقریباً ۵ سو کروڑ کے قریب

○ جناب اسپیکر۔ سوال نمبر ۲۷۹

☆ ۲۷۹ ملک کرم خان بچک۔ (میر محمد عاصم کو نے دریافت کیا)۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال ۱۹۹۰ء کے دوران کویت فنڈز سے کل کس قدر گاؤں کو بجلی فراہم کی گئی ہے؟ ان کے نام اور مزید تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ سال ۱۹۹۰ء کے دوران کویت فنڈز کے تحت حاصل ہونے والی بچت سے ایک دیہات فی ممبر صوبائی اسمبلی بلوچستان، پروگرام برائے فراہمی بجلی جاری ہے۔ جس کے تحت ان دیہاتوں کو بجلی فراہم کی جارہی ہے جہاں مطلوبہ لاگت تین سے چار لاکھ روپے تک آتی ہے۔ جن ممبران صوبائی اسمبلی نے اب تک اپنے حلقہ میں دیہات کی نشاندہی کر دی ہے وہاں یا تو کام شروع ہو چکا ہے یا شروع ہونے والا ہے تاہم جہاں پر لاگت زیادہ ہے وہاں پر بجلی کی ترسیل کا کام نہیں کیا جاسکا اور متعلقہ ممبران صوبائی اسمبلی سے درخواست کی جارہی ہے کہ وہ ایسے دیگر نئے دیہات کا نام تجویز کریں جو مقررہ لاگت کے اندر ہو یا زیادہ رقم وہ اپنے ایم پی اے فنڈز میں فراہم کریں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

کویت فنڈز کے تحت تجویز شدہ دیہات کے نام بمعہ متعلقہ ڈسٹرکٹ

نمبر شمار	تجویز شدہ گاؤں کا نام	گاؤں تجویز کرنے والے ایم پی اے کا نام
۱	وارث جمالی	جعفر آباد
۲	مولا بخش	جعفر آباد
۳	کاناس آباد	جعفر آباد
۴	میر امان اللہ	تبو
۵	ایچ غلام قادر مینگل	جعفر آباد

ارجن داس بھٹی	جعفر آباد	غلام حیدر بھٹانی	۶
چاکر خان ڈوکی	بھٹی	گوٹھہ بارہ	۷
کرم خان بھٹک	سیسی	گوٹھہ فوٹ	۸
مولوی عبدالغفور	قلات	مالی شورٹی (ملا عبداللہ)	۹
عبدالکریم نوشیروانی	قلات	سردار سرفراز	۱۰
(۱) اسرار اللہ زہری (پ) عبدالحمید بزنجو (ج) اشرف چانسن	قلات	مٹ سیناری	۱۱
نشاء اللہ زہری	خضدار	جلال شاہ خیرواہ	۱۲
ذوالفقار علی بھٹی	بھٹی	ٹاگوری	۱۳
مولوی عبدالباری	پشین	گولائی	۱۴
عبدالحمید اچکزئی	پشین	زیارت	۱۵
عبدالقہار ودان	پشین	لقمان	۱۶
سرور خان کاکڑ	پشین	ٹاروارن	۱۷
نیاز محمد دتائی	سیسی	ٹانخاس	۱۸
طاہر خان لونی	لورالائی	لونی آباد	۱۹
سعید ہاشمی	لورالائی	نیو دیالہ	۲۰
ملک سکندر خان	کوئٹہ	محمد لال	۲۱
مولانا عصمت اللہ	قلعہ سیف اللہ	کلی مولا رضا محمد اخترزئی	۲۲
محمد اسلم ریسائی	قلات	کلی خان محمد	۲۳
علی محمد نوشیروانی	نوشکی	سہارک امام بخش	۲۴
اسلم بزنجو	خضدار	دن سارا	۲۵
جعفر خان مندوخیل	ژوب	کورا وسطا	۲۶
محمد امیر زمان	لورالائی	کلی میزا	۲۷
باز محمد کبیران	لورالائی	کلو ٹاگو	۲۸
محمد شاہ مردانزئی	ژوب	ونری	۲۹

۳۰	کلی عہد انخار	پشین	سنت سنگھ
۳۱	پشون آباد ایریا	کوئٹہ	ڈاکٹر کلیم اللہ
۳۲	پیرلاک تربت	تہو	حسین اشرف
۳۳	گوٹھ فقیر محمد کوسو	تہو	سینئر سراب خان کوسو
۳۴	گوٹھ پنڈرند	یلہ	صالح محمد بوتلمنی
۳۵	گوٹھ عیرانی	یلہ	علی اکبر

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر بجلی کے حوالے سے کومت فنڈ سے پیسے آئے تھے۔ وہاں پر انہوں نے کچھ کیلگری اپنایا ہے کہ اتنے پیسے میں آپ اسکیم دے سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں کم از کم بلوچستان میں تقریباً Apply نہیں کر سکتے ہیں۔ بلوچستان کا جس جگہ دیکھیں جناب کیونکہ ہمارا اپنا جو بلوچستان کا System ہے ایک رہات تقریباً دس دس میل تک جاتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ کومت فنڈ سے۔۔۔ ظاہری بات ہے کہ کومت فنڈ تو ابھی نہیں دے رہا ہے صوبائی حکومت فنڈ دے رہی ہے اس کو وہ تبدیل کریں۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ Specific پلیمنٹری کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اگلا سوال نمبر ۳۳۵ میر عبدالکریم نوشیروانی صاحب کا ہے۔

☆ ۳۳۵ میر عبدالکریم نوشیروانی - میر ہمایوں خان مری نے پوچھا۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

سال ۹۱-۱۹۹۰ء اور ۹۲-۱۹۹۱ء میں صوبہ کے کس کس اضلاع، تحصیل / سب تحصیل میں کس قدر ترقیاتی اسکیمات دی گئی ہیں؟ تفصیل دی جائے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ سال ۹۱-۱۹۹۰ء اور ۹۲-۱۹۹۱ء کے دوران صوبہ میں جو ضلع وار ترقیاتی اسکیم ہادی گئی ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ردیف	نام خانوادگی	دوره	تحقیق	موضوع	تاریخ	مکان	تعداد	نوع	موضوع	تعداد	نوع	موضوع	تعداد	نوع	موضوع	تعداد	نوع	موضوع	تعداد	نوع	سال	شرح
۱۳	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۲	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	کربلای
۱۴	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۱	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	"
۱۵	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۱۶	کریمی	۱۳۹۱-۹۲	-	-	-	-	۳	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۱-۹۲	"
۱۷	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۱۸	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۱۹	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۲۰	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۲۱	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۲۲	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۲۳	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۲۴	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۲۵	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۲۶	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۲۷	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۲۸	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۲۹	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۳۰	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت
۳۱	کریمی	۱۳۹۰-۹۱	-	-	-	-	۶	مطالعات	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۳۹۰-۹۱	زیارت

☆ ۳۹۹ میر عبدالکریم نوشیروانی - (میرہاویں خان مری نے پوچھا) کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات
ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ
دواں مالی سال کے دوران صوبہ میں کس قدر دیہاتی علاقوں کو پروجیکٹ ایریا قرار دیا گیا ہے اور ان کے لئے
مقرر کردہ رقم کی تفصیل دی جائے؟

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات - دواں مالی سال ۹۳-۹۴ء کے دوران مندرجہ ذیل علاقہ جات کو
”پروجیکٹ ایریا“ قرار دیا گیا ہے۔

ضلع قلعہ سیف اللہ	ہٹاؤ	۱
ضلع قلعہ سیف اللہ	خیور	۲
ضلع قلعہ سیف اللہ	سافرہ	۳
ضلع پشین	گلستان، قلعہ عبداللہ، میڑکی اور سیاگی	۴
ضلع ٹوب	مرغہ کبڑی و یونین کونسل عبداللہ ذکی	۵
ضلع تربت	دشت ایریا	۶
ضلع گوادر	سنتر دشت	۷
ضلع خاران	خاران تحصیل	۸
ضلع قلات	سب تحصیل مزرگ	۹
ضلع قلات	زرگ	۱۰
ضلع قلات	نچارہ	۱۱
ضلع قلات	پندرہ ان	۱۲
ضلع خضدار	سارونہ	۱۳
ضلع خضدار	ارنجی	۱۴

مالی سال ۹۳-۹۴ء کے دوران ہر ”پروجیکٹ ایریا“ کے لئے مبلغ ہیں لاکھ روپے مقرر کیے۔
پچھلے سالوں میں مندرجہ ذیل علاقہ جات کو پہلے ہی ”پروجیکٹ ایریا“ قرار دیا جا چکا ہے۔

ضلع لورالائی	درگ موسیٰ خیل	۱
ضلع لورالائی	ہارکھان	۲
ضلع خضدار	جھل جھاڈ	۳

خلع بھی	مجلہ سنی	۳
خلع سی	سینہ چلی کٹ منڈائی	۵
خلع خاران	ماکھیل	۶
خلع پشین	توبہ کاڑی، توبہ اچکنی و برشور	۷
خلع قلعدہ سیف اللہ	کاڑ خراسان	۸
خلع قلعدہ سیف اللہ	لوئے بند	۹
خلع چانی	نوشکی	۱۰
کولہ اچکنی	کولہ	۱۱
ڈیرہ بگٹی اچکنی	ڈیرہ بگٹی	۱۲

مندرجہ بالا علاقہ جات (سوائے کولہ اور ڈیرہ بگٹی) کے لئے بھی مبلغ میں لاکھ روپے ہر سال مختص کئے جاتے ہیں البتہ کولہ اور ڈیرہ بگٹی چونکہ بطور اچکنی کے ”پروجیکٹ ایریا“ قرار دیئے گئے ہیں لہذا ان پر ہر دو کے لئے مبلغ ایک ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کی جاتی ہے۔

☆ ۳۹۳ میر عبدالکریم نوشیروانی۔ (میرہاویں خان مری نے دریافت کیا)۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال رواں میں ہر ایم پی اے کو کتنے فنڈ دیئے گئے ہیں؟ تفصیل بتائی جائے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ سال رواں یعنی ۱۹۹۱-۹۲ء کے ترقیاتی بجٹ میں ہر ممبر صوبائی اسمبلی کے لئے مبلغ پچاس لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے تاکہ معزز رکن اسمبلی اپنے حلقہ کے لئے موزوں اسکیمات پر عمل درآمد کرسکے۔

○ میرہاویں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ آپ کے توسط سے محترم منسٹر پی این ڈی سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ہر ممبر اسمبلی کو پچاس لاکھ روپے ترقیاتی فنڈ کے لئے دیا گیا ہے وہ تو سب کو ملے ہیں لیکن یہاں سوال یہ بنتا ہے جس طرح ایک سوال تھا وہ اسٹیل ڈیولپمنٹ پروگرام مرکزی حکومت نے ختم کر دی۔ شاید بلوچستان کو کافی رقم ملی ہے یعنی پانچ ارب کے حساب سے تو یہاں پر جو اسکیمیں ہیں۔ ڈیولپمنٹ سائڈ پر یہ پچاس لاکھ ہر ممبر کو دیئے گئے ہیں۔ دوسری جو اسکیم ہے ڈیولپمنٹ ان کی کیا کرائیٹیریا Criteria ہے۔

○ جناب اسپیکر - میرہایوں خان مری صاحب آپ اس سلسلے میں کوئی علیحدہ سوال کریں۔
○ مولوی عصمت اللہ - (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات) - جی ہاں۔ وہ ایک علیحدہ سوال ہے
اگر معزز رکن چاہے تو علیحدہ سوال کر سکتے ہیں۔

○ میرہایوں خان مری - جناب اسپیکر میرے خیال میں مولانا صاحب کے ساتھ اس کا جواب ابھی بھی
ہے۔

○ جناب اسپیکر - یہ سوال ضمنی سوال نہیں بنتا۔ اگلا سوال نمبر ۴۱۰ میر ظہور حسین کھوسہ صاحب کا ہے
وہ تشریف نہیں رکھتے۔

☆ ۴۱۰ میر ظہور حسین کھوسہ - (میر محمد عاصم کرود نے دریافت کیا) - کیا وزیر منصوبہ بندی
و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر سینٹیئر ایم این اے اور ایم پی اے کو کہا گیا ہے کہ وہ اپنے حلقوں میں تیس
لاکھ روپے کی لاگت سے تین گاؤں کو بجلی مہیا کرنے کے لئے نام تجویز کر کے دیں؟ جبکہ بلوچستان کے ہر ضلع کے
حالات مختلف ہیں، کسی ضلع میں تین گاؤں اور کسی میں دس گاؤں کو بھی بجلی مہیا کی جاسکتی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو صرف تین گاؤں تجویز کرنے کی پابندی کی وجوہات کیا ہیں؟
تفصیل دی جائے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات -

(الف) سینٹیئر اور ایم این اے حضرات کا تعلق مرکزی حکومت کے ساتھ ہے جبکہ ایم پی اے حضرات کا تعلق
صوبائی حکومت سے ہے۔ رواں مالی سال کے دوران صوبہ بلوچستان میں ۱۱۰ دیہاتوں کو بجلی فراہم کی جائے گی جو
مندرجہ ذیل معیار پر پورے اترتے ہوں۔

(i) دیہات جہاں بجلی پہنچانا مقصود ہے اس کا فاصلہ ۱۱-KV لائن سے ۱۰ کلومیٹر سے زائد نہ ہو۔

(ii) دیہات کی آبادی کم از کم ۱۰۰ نفوس پر مشتمل ہو۔

صوبائی حکومت نے حال ہی میں بلوچستان کے ایسے دیہات جہاں تا حال بجلی نہیں پہنچی ہے کا ایک سروے
کرایا ہے۔ جس کی نقل تمام ممبران صوبائی اسمبلی کو فراہم کر دی گئی ہے اور ان سے درخواست کی گئی ہے کہ

اس فرسٹ میں سے تین دیہات جو مقررہ معیار پر پورے اترتے ہوں اپنے حلقے میں بجلی کی ترسیل کے لئے ان کی نشاندہی کے بعد ان کے نام چیئرمین ایریا الیکٹرک سٹی بورڈ کو ارسال کریں۔
(ب) بجلی کی ترسیل حقیقی تخمینہ / لاگت کی بنیاد پر عمل میں لائی جائے گی اور اگر کہیں بچت کی صورت پیدا ہوئی تو اس کو بلوچستان میں دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ یہاں پر ان تین دیہاتوں کا ذکر منسٹر محکمہ منصوبہ بندی کر رہے ہیں تو میں بتاؤں ہمیں بھی یہ چٹھی موصول ہوئی کہ آپ بھی تین دیہاتوں کا نام بجلی کے لئے تجویز کریں لیکن جناب اسپیکر۔ ہمارے علاقے میں بجلی ہی نہیں جب بجلی آئے گی تو اس کے بعد ہم دیہاتوں کا نام دیں گے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہم کیا کریں۔

○ مولوی عصمت اللہ۔ (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات)۔ جناب اسپیکر۔ یہ وہ مرکزی پروگرام ہے کہ مرکزی حکومت بلوچستان کے (۱۱۰) دیہاتوں کو بجلی فراہم کرے گی جہاں پر بجلی نہیں وہ ان سے استفادہ نہیں کر سکتے تو بلوچستان میں گورنمنٹ نے تقریباً اپنے وسائل سے ایک سو چار کروڑ روپے رکھے ہیں اور واپڈا کو سروے کرنے کے لئے کہا گیا کہ وہ ان دیہاتوں کی نشاندہی کریں تاکہ وہاں بجلی پہنچائی جائے۔ اس کے علاوہ کمران میں مند کے لئے تقریباً بیس کروڑ روپے بجلی کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ وہ کام بھی جاری ہے یہ بات بھی میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اس سال مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ بلوچستان کو معقول اور کافی رقم ملی ہے۔ واپڈا کی مد میں بلوچستان سے کسی قسم کا تعاون نہیں کرے گی تو اس لئے صوبائی حکومت کا پروگرام ہے کہ ان علاقوں میں مثلاً جیسے ہمارے علاقے جن کے بارے میں ہماری معلومات ہیں بہر کیف ہم نے باقاعدہ طور پر واپڈا کو ہدایت کی ہے کہ وہ ان علاقوں کی نشاندہی کریں اسٹیٹمنٹ بتائیں کہ بیس کروڑ کی بجائے تیس کروڑ سے ان جگہوں پر بجلی پہنچائیں۔

○ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔ جناب اسپیکر۔ میں وزیر موصوف سے ایک بات کی وضاحت چاہوں گا اور یہ کہ جزو (ب) میں ان کا جواب ہے کہ اگر بچت کی صورت پیدا ہوگی تو اس سے بلوچستان کے دیگر دیہاتوں کو بجلی فراہم کی جائے گی۔ مسئلہ یہاں پر یہ ہے کہ جہاں بھی وہ ایک گاؤں کا نام لیتے ہیں اس کے لئے دس لاکھ روپے مختص کرتے ہیں۔ اگر اس سے جو بچت ہوگی وہ اسی ایم پی اے کے علاقے میں خرچ ہوگا یا پھر اکٹھا کر کے مجموعی طور پر واپڈا کے کسی فنڈ میں ڈالیں گے۔ اس بات کی وضاحت چاہئے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب اسپیکر۔ خانصاحب نے بجا فرمایا ظاہر ہے جو کہ ہر ایم پی اے کو تین گاؤں کی حد تک اور ہر گاؤں کے لئے دس لاکھ روپے 'توان سے جو بچت ہوگی تو اصولاً تقاضا بھی یہی ہے اور پالیسی کا تقاضا کہ اس رقم کو اس ایم پی اے کی صوابدید پر خرچ کیا جائے۔

○ میر محمد عاصم کرو۔ جناب اسپیکر۔ میرا ضمنی سوال تھا کہ اس سوال کا (الف) جزو ہے کہ ہر ایم پی اے 'سینیٹر اپنے حلقوں میں تیس لاکھ روپے کی لاگت سے تین گاؤں کو بجلی مہیا کرنے کے لئے نام تجویز کر کے دیں مولانا صاحب نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ تیس لاکھ ہے یا اس سے کم۔

○ جناب اسپیکر۔ جناب عاصم جواب میں موجود ہے تیس لاکھ روپے

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب اسپیکر۔ میں نہیں سمجھا کہ معزز رکن کیا سوال کرنا چاہتے ہیں۔

○ میر جان محمد جمالی۔ وزیر ایس اینڈ جی ڈی اے۔ جناب اسپیکر۔ معزز رکن یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ تیس لاکھ روپے میں ایم این اے اور سینیٹر بھی شامل ہیں یا صرف ایم پی اے حضرات کا ہے۔

○ میر محمد عاصم کرو۔ جناب اسپیکر۔ سینیٹر اور ایم این اے سے کام نہیں، میں صرف ایم پی اے صاحبان کا پوچھ رہا ہوں۔

○ جناب اسپیکر۔ اگلا سوال نمبر ۴۱ ہے

○ میر محمد عاصم کرو۔ جناب اسپیکر۔ معزز وزیر صاحب نے جواب نہیں دیا۔

○ جناب اسپیکر۔ جواب تو آیا۔

○ مولوی عصمت اللہ۔ جناب اسپیکر۔ عاصم صاحب نے وضاحت نہیں کی کہ وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

○ میر محمد عاصم کرو۔ جناب اسپیکر۔ ظہور کھوسہ صاحب نے سوال کیا ہے کہ یہ درست ہے کہ ہر ایم پی اے 'ایم این اے اور سینیٹر کو تیس لاکھ روپے سینیٹر اور ایم این اے کو چھوڑ دیں۔ صرف ایم پی اے کی بات کرتا ہوں کہ انہیں اپنے حلقے میں تیس لاکھ روپے کی لاگت سے تین گاؤں کو بجلی مہیا کرنے کا کوٹہ

دیا گیا ہے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب اسپیکر۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے۔ اس کی پالیسی کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے کام بھی وہ کراتی ہے۔ وہ مرکزی حکومت کی صوابدید پر ہے۔ اس سلسلے میں ہماری حکومت نے پالیسی مرتب نہیں کی ہے کہ وہ کتنے گاؤں کو بجلی دیتے ہیں اگر آپ کو تین گاؤں کا کوٹہ ملا ہے شاید ان کو بھی تین تین گاؤں کا کوٹہ ملا ہے۔

○ میر محمد عاصم کرو۔ جناب اسپیکر۔ میری سمجھ میں نہیں آیا حالانکہ مولانا صاحب کے محکمہ کا سوال ہے اسے معلوم تک نہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ مولانا صاحب معزز رکن یہ کتا ہے کہ ظہور حسین کھوسہ کے سوال نمبر ۴۱۲ میں پوچھا گیا ہے کہ یہ رقم تین لاکھ ہے یا اس سے زیادہ۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب اسپیکر۔ سوال کے ہم تو ذمہ دار نہیں ہم تو جواب دے رہے ہیں۔

○ میر محمد عاصم کرو۔ جناب اسپیکر۔ اس کا جواب مولانا صاحب کو ہی دینا ہے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب اسپیکر۔ نہیں ہو تو اپنی طرف سے دیا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ تین لاکھ ہے یا اس سے زیادہ ہر کیف ہر ایم پی اے اور سینٹیر کو مرکزی حکومت سے ملے ہیں۔

○ میر محمد عاصم کرو۔ جناب اسپیکر۔ قطع کلاہی معاف میں سینٹیر اور ایم این اے کی بات نہیں کر رہا ہوں میں صرف ایم پی اے حضرات کا پوچھ رہا ہوں۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب اسپیکر۔ ہر ایم پی اے کا کوٹہ تین گاؤں کو بجلی فراہم کرنا ہے اور ہر گاؤں کے لئے دس لاکھ روپے مختص اور اس طرح مجموعی طور پر تین گاؤں کا تین لاکھ

○ مسٹر چکول علی۔ جناب اسپیکر۔ مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہر ایم پی اے کو تین لاکھ روپے تین گاؤں کو بجلی فراہم کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ابھی تک ہم لوگوں کو Intimation نہیں ملی یہ کب ہمیں ملے گی؟

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات - جناب اسپیکر - جس ایم پی اے کے حلقے میں بجلی نہیں ہو اور اس کو یقین ہو کہ وہ تیس لاکھ سے مستفید نہیں ہو سکتے تو گورنمنٹ نے دوسری پالیسی رکھی ہے کہ صوبائی Sources سے ان علاقوں میں بجلی پہنچائی جائے گی۔ جب بجلی پہنچ جائے گی تو اس کے بعد وہ مستفید ہو سکیں گے۔

○ مسٹر کچول علی - مولانا صاحب ہم کہتے ہیں کہ اگر ہمیں تیس لاکھ روپے ملیں گے تو اس رقم سے ہم Generator خریدیں گے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات - جناب اسپیکر - Generator کی بات الگ، ہم نے ایک نیک سوال اٹھایا تھا کہ بعض مقامات ہیں جہاں بجلی ہی نہیں اور ہمارے وسائل سے بجلی نہیں پہنچائی جاسکتی اور وہاں Generator سٹم ہے تو مرکزی حکومت نے مرکزی بجٹ میں ایک سو ستر کروڑ یا ایک کروڑ ستر لاکھ روپے رکھے ہیں جہاں پر جزیئر لگ سکتا ہے وہاں مرکزی حکومت جزیئر لگائے گی۔

○ مسٹر کچول علی - جناب والا - معزز رکن خود کہہ رہا ہے کہ ہر ایم پی اے کو تیس تیس لاکھ روپے تین گاؤں کو بجلی مہیا کرنے کے لئے دیا جا رہا ہے تو اس سلسلے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ پیسے ہمیں ملیں ہم بھی اس کو الیکٹریٹی شی پر خرچ کریں گے اور یہاں جو محکمہ ہے ہم اس کا حوالہ دیں گے کیونکہ وہاں نہ ہمارے پاس ٹرانسفارمر ہے نہ کھمبا وغیرہ ہے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات - آپ بجا فرماتے ہیں لیکن اسپیکر صاحب کے توسط سے میرے جواب کا مطلب یہ تھا کہ ۳۰ لاکھ سے ان علاقوں میں جہاں بجلی نہیں پہنچی ہے وہاں پر ممبر صاحب گاؤں کے لئے بجلی کا استفادہ نہیں کر سکتے ہیں تو وہ ایم پی اے حضرات جو کہ اسی پالیسی کے تحت مستفید نہیں ہو سکتے ہیں اور ہم نے ان باقی ممبروں کو تین گاؤں کو بجلی فراہم کرنے کے لئے لیٹر بھیجے ہیں۔ رہا یہ سوال کہ اب ان کا کیا کیا جائے؟ ان کے لئے ہ نے صوبائی Sources سے صوبائی وسائل سے ۳۰ کروڑ کی لاگت سے بجلی پہنچانے کا پروگرام بنا رہے ہیں جبکہ واپڈ ایچ ٹی جی ڈے۔

○ مسٹر کچول علی - سر - اس سلسلے میں چکر یہ ہے کہ ہر ایک ایم پی اے کو بجلی کی مد میں کتنے پیسے دینگے اور وہ ایم پی اے چاہے انہی ٹرانسفارمر کو یا جزیئر کرے۔

○ جناب اسپیکر - کچول صاحب - اس کا جواب ہو گیا۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب اسپیکر صاحب۔ یہ وضاحت میں ضروری سمجھتا ہوں اور کچھول علی صاحب بجا فرماتے ہیں۔ میں نے پالیسی کی وضاحت کر لی۔ ان ایم پی اے حضرات کو ہم نے یہ لیٹر نہیں بھیجے ہیں۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ اس پالیسی کے تحت وہ مستفید نہیں ہو سکتے تو رہا یہ سوال کہ ان کے علاقے تو محروم ہو گئے تو مرکزی فنڈ کے علاوہ صوبائی فنڈ سے ان علاقوں کے لئے ۳۰ کروڑ جہاں بجلی نہیں ہے۔ وہ بجلی پہنچانی ہے۔ ۳۰ کروڑ کی لاگت سے ہم پروگرام بنا رہے ہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ اگلا سوال۔ سوال نمبر ۳۷ بھی مسٹر ظہور حسین کھوسہ کا ہے۔

☆ ۳۱۱ میر ظہور حسین کھوسہ - (میر محمد عاصم نے دریافت کیا)۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے توسط سے کویت فنڈ سے ہر ایم پی اے کو اپنے حلقے میں ایک گاؤں کو بجلی مہیا کرنے کے لئے نام تجویز کرنے کو کہا گیا تھا۔ جس پر میں نے بھی ایک گاؤں تجویز کر کے متعلقہ محکمے کو بھجوایا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہر ایم پی اے کے تجویز کردہ گوٹھ میں بجلی دی جا رہی ہے جبکہ میرے تجویز کردہ گاؤں کو محکمہ واپڈانے ڈراپ کر دیا ہے؟

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔ تفصیل دی جائے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) کویت فنڈ کے تحت ممبران صوبائی اسمبلی کو اپنے حلقے میں ایک دیہات کی نشاندہی برائے فراہمی بجلی درخواست کی گئی تھی جس پر مجموعی لاگت تین یا چار لاکھ روپے آتی ہو۔ ایسے تمام دیہات پر ترسیل بجلی کا کام ہو رہا ہے۔

(ج) اگر کسی تجویز شدہ دیہات کو بجلی فراہم کرنے پر زیادہ لاگت آتی ہو تو اسے دیہات میں فنڈز کی کمی کی وجہ سے کام نہیں ہو سکتا ہے۔

○ میر محمد عاصم کرد۔ جناب اسپیکر صاحب۔ میرا ایک ضمنی سوال ہے جب کویت فنڈ سارے ایم پی اے صاحبان کو دیتے ہیں۔ میں نے بھی اپنے حلقے میں ایک گاؤں کا نام دیا تھا مگر وہاں ابھی تک کام شروع نہیں

ہوا ہے۔ اس کا مولانا صاحب بتا سکتے ہیں۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ اچھا کام شروع ہونے نہ ہونے پر پروگرام میں تاخیر ہونے نہ ہونے کا دارودار اس بات پر ہے کہ کیا ایم پی اے حضرات نے بروقت تجاویز بھیجی ہیں یا نہیں بھیجی ہیں۔ اگر بھیجی ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ کام محکمہ واہڈا کرے گا۔ ان کی مشکلات ان کے مسائل کا ہمیں پتہ نہیں ہے کہ کسی ممبر نے ہم تک یہ بات نہیں پہنچائی ہے کہ میرے گاؤں کو ابھی تک بجلی نہیں پہنچی ہے اس کی وجہ کیا ہے۔

○ میر محمد اسلم بزنجو۔ (وزیر محنت)۔ جناب اسپیکر صاحب۔ کے توسط سے مولانا صاحب میں نے بھی آپ سے یہ گزارش کی تھی۔ میں نے نام تو اسی وقت دیئے تھے لیکن ابھی تک ان گاؤں میں کام شروع نہیں ہوا ہے۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات۔ اس کی ذمہ داری محکمہ منصوبہ بندی کی ہیں ہے البتہ ہم پوچھ سکتے ہیں واہڈا والوں سے کہ اگر تجویز دی گئی ہے تو اس پہ عمل درآمد کیوں نہیں ہو رہا ہے پوچھیں گے۔ انشاء اللہ

○ مسٹر چکول علی۔ جناب اسپیکر صاحب۔ میں مولانا صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں اگر وہ اس سے برا نہ مانیں ہمارے بزرگ بھی ہیں یہ میرے خیال میں اس سال میں ہم کہہ رہے ہیں کہ بت سے پیسے وفاق نے ہمیں دیے ہیں۔ کونڈ کی حالت دیکھئے ہر ایک ڈسٹرکٹ کو آپ دیکھ لیں۔ میرے خیال میں سال اتنی رفتار ترقیات کی نہیں ہوئی ہے جو اس سال ہے۔ اسکی وجوہات میرے خیال میں۔۔۔ (مداخلت)

○ جناب اسپیکر۔ آپ کیا سوال کرنا چاہتے ہیں۔

○ مسٹر چکول علی۔ جناب اسپیکر صاحب۔ میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم لوگ کسی فشر کے پاس جاتے ہیں کہ ہمارے ہسپتال نہیں ہیں یا اس کو نہیں ہیں تو وہ ہمیں پی اینڈ ڈی کے پاس بھجواتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ پی اینڈ ڈی تو سرچشمہ ہے ہر چیز کا، لیکن جب ترقی کی رفتار کی باری آتی ہے۔ میرے خیال میں ہمارے فشر صاحب کو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ ہم سے یہ کمزوریاں نہیں ہو رہی ہیں ہم کہتے ہیں کہ پی اینڈ ڈی اے کام کی رفتار سوائے فائلنگ اور خط و کتابت کے اور کچھ نہیں ہو رہا ہے بلکہ سارے بلوچستان کے ترقیاتی کام جمود کا شکار ہیں۔ کونڈ کا حال دیکھ لیں ہم لوگوں کا کیپٹل ہے۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ اس سوال سے متعلق کوئی ضمنی سوال کریں۔

○ مسٹر کچول علی - جناب اسپیکر صاحب - میں نے کہہ دیا اور جناب کو گزارش کی۔
○ میر محمد عاصم کرد - جناب اسپیکر صاحب - میرا دو سرا ضمنی سوال ہے کہ یہ جو کیت فنڈ سے ہر گاؤں کو پیسے دیتے ہیں - تین لاکھ ہے یا چار لاکھ مولانا صاحب نے اپنے جواب میں لکھا ہے - تین یا چار ہم اس سے کیا مراد سمجھیں۔

○ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات - میں آپ کو بتا دوں گا کہ صاحب اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی گاؤں میں تین لاکھ سے بجلی پہنچ سکتی ہے - وہ بھی بھیجے اگر تین لاکھ سے بڑھ کر چار لاکھ کی رقم سے بجلی پہنچائی جاسکتی ہے تب بھی بھیجے میرے خیال میں تو اتنا مشکل نظر نہیں آرہا ہے عاصم صاحب کے لئے کتنا مشکل ہے۔
○ جناب اسپیکر - اگلا سوال ملک کرم خان نجک کا ہے۔

☆ ۲۷۸ ملک کرم خان نجک - (میر ہاپوں خان مری صاحب نے پوچھا) - کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ -

موجودہ حکومت کے وزراء اور مشیر صاحبان کے دفاتر سرکاری اور نجی بنگلوں کے فریشنگ اور کرایہ وغیرہ پر کل کتنی رقم خرچ کی گئی ہے بالترتیب الگ الگ تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

○ وزیر مواصلات و تعمیرات - زیادہ تر وزراء و مشیر صاحبان اپنے نجی بنگلوں میں رہائش پذیر ہیں - نجی بنگلوں کی دیکھ بھال، فریشنگ پر حکومت بلوچستان نے پابندی عائد کی ہوئی ہے - سرکاری بنگلوں میں صرف تین وزراء رہائش پذیر ہیں جس میں صرف ایک بنگلہ نمبر ۳۸ معصوم شاہ اسٹریٹ، جس میں جناب میر عبدالجید بزنجو، ڈپٹی اسپیکر بلوچستان اسپیلی رہائش پذیر ہیں - مبلغ اسی ہزار (۸۰۰۰۰) روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

○ جناب اسپیکر - اگلا سوال

○ میر محمد عاصم کرد - جناب اسپیکر صاحب - میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرا سلم بزنجو، سردار ثناء اللہ زہری کہاں رہ رہے ہیں اور محمد علی رند صاحب

○ میر محمد اسلم بزنجو - (وزیر محنت) - جناب اسپیکر صاحب - تین وزراء کا نام لیا جس میں ہم بھی شامل ہیں۔

- مسٹر سرور خان کاکڑ۔ جناب تین وزراء
- جناب اسپیکر۔ جی تین وزراء مزید تفصیل لینا چاہتے ہیں؟
- میر محمد عاصم کرد۔ تین وزراء کون کون سے ہیں؟ جناب اسپیکر صاحب۔
- سرور خان کاکڑ۔ ایک سردار ثناء اللہ، اسلم بزنجو، مجید بزنجو اور محمد علی صاحب
- میر محمد عاصم کرد۔ یہ تو چار ہو گئے۔
- وزیر مواصلات و تعمیرات۔ تین وزراء ہیں ایک ڈپٹی اسپیکر یہ چار ہو گئے۔
- جناب اسپیکر۔ اگلا سوال۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟
- میر محمد عاصم کرد۔ ٹھیک ہے۔ جناب پڑھا ہوا تصور کرتے ہیں۔
- ☆ ۳۰۲ میر محمد عاصم کرد۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ (الف) مالی سال ۹۱-۱۹۹۰ء کے دوران سڑکوں کی مرمت کے لئے کل کس قدر رقم مختص کی گئی تھی اور یہ رقم کہاں خرچ کی گئی ہے؟ ضلع وار تفصیل دی جائے۔
- (ب) کیا درست ہے کہ کچھ ضلعوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ نیز ان سڑکوں کی مرمت کے پیسے کن کاموں پر خرچ کئے گئے؟ تفصیل دی جائے۔
- ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ سال ۹۱-۱۹۹۰ء کے بجٹ میں سڑکوں کی دیکھ بھال و مرمت کے لئے مبلغ آٹھ کروڑ چوالیس لاکھ چوراسی ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ جس میں سے سات کروڑ اکانوے لاکھ چھبیس ہزار چار سو آٹھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ جس کی تفصیل ذیل میں دی گئی ہے اور جیسا کہ فہرست سے ظاہر ہے کہ کسی ضلع کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔

فنڈز جو جاری ہوئے	فنڈز جس ڈویژن کو جاری ہوئے
ایک لاکھ روپے	ایگزیکوٹو انجینئر
پچیس لاکھ روپے	چیف انجینئر
	فلات
	کوئٹہ

خضدار	چیف انجینئر	بیس لاکھ روپے
ترت	ایگزیکٹو انجینئر	ایک لاکھ پچاس ہزار روپے
کوئٹہ	چیف انجینئر	سینتالیس لاکھ روپے
سی	ایگزیکٹو انجینئر	ڈیڑھ لاکھ روپے
مکھی	ایگزیکٹو انجینئر	پانچ لاکھ روپے
ترت	ایگزیکٹو انجینئر	ساتھ ہزار روپے
کوئٹہ	چیف انجینئر	ستر لاکھ روپے
خضدار	پرنسپل انجینئر	تیس لاکھ روپے
خضدار	چیف انجینئر	بارہ لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکٹو انجینئر	تین لاکھ روپے
	پروجیکٹ ڈائریکٹر (سول) ڈیرہ بگٹی روڈ	چھ لاکھ روپے
	چیف انجینئر (ڈیرائن)	ساتھ ہزار روپے
ترت	پرنسپل انجینئر	پانچ لاکھ روپے
	ایگزیکٹو انجینئر (درکشاہ)	ایک لاکھ چونتیس ہزار روپے
کوئٹہ	چیف انجینئر	ایک لاکھ روپے
	چیف انجینئر (ڈیرائن)	ایک لاکھ روپے
	چیف انجینئر (ڈیرائن)	چودہ ہزار روپے
مکھی	ایگزیکٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
ہنہجکور	ایگزیکٹو انجینئر	ایک لاکھ روپے
	ایگزیکٹو انجینئر (دیکھ بھال)	دس لاکھ روپے
لورا لائی-۱	ایگزیکٹو انجینئر	گیارہ لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکٹو انجینئر	تیس ہزار سات سو چوہاسی روپے
لوہکی	ایگزیکٹو انجینئر	اکیس لاکھ روپے

کھی	ایگزیکٹو انجینئر	چھ لاکھ روپے
ڈیرہ جہلی	ایگزیکٹو انجینئر	چار لاکھ روپے
سی	ایگزیکٹو انجینئر	چھ لاکھ روپے
زیارت	ایگزیکٹو انجینئر	چار لاکھ روپے
کھی	ایگزیکٹو انجینئر	ایک لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکٹو انجینئر (تعمیرات)	چار لاکھ روپے
ڈیرہ جہلی	ایگزیکٹو انجینئر	پانچ لاکھ روپے
ڈیرہ اللہ یار	ایگزیکٹو انجینئر	چار لاکھ روپے
ترت	ایگزیکٹو انجینئر	گیارہ لاکھ روپے
سبیلہ	ایگزیکٹو انجینئر	چھ لاکھ روپے بچاس ہزار
ہنجاگور	ایگزیکٹو انجینئر	آٹھ لاکھ روپے
ادھل	ایگزیکٹو انجینئر	دس لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکٹو انجینئر	آٹھ لاکھ روپے
لورا لائی-۲	ایگزیکٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
ڈوب	ایگزیکٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
پشین	ایگزیکٹو انجینئر	پانچ لاکھ روپے بچاس ہزار
کوئٹہ	ایگزیکٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
قلعہ سیف اللہ	ایگزیکٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
خضدار	چیف انجینئر	گیارہ لاکھ روپے
خضدار	چیف انجینئر	دو لاکھ روپے
کوئٹہ	چیف انجینئر	ساتھ ہزار روپے
کوئٹہ	چیف انجینئر	ایک لاکھ روپے
کوئٹہ	چیف انجینئر	تین لاکھ روپے

پشین	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ پچاس ہزار روپے
کوئٹہ	چیف انجینئر	پچیس ہزار روپے
خضدار	چیف انجینئر	تین لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکو انجینئر (گیس)	پچاس ہزار روپے
پشین	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
لورالائی-۱	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
نوشہ	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
ترت	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
گوارر	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
پنجگور	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
خاران	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
اوٹھل	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
خضدار	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
قلعہ سیف اللہ	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
زیارت	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
ڈیرہ مراد جمالی	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
ڈیرہ اللہ یار	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
سس	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
کچی	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
پیلہ	ایگزیکو انجینئر	پچاس ہزار روپے
قلات	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
ڈیرہ جمالی	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے

کولو	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
ڈوب	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
لورا لائی-۲	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
بینہ	ایگزیکو انجینئر	پانچ لاکھ روپے
ترت	ایگزیکو انجینئر	دس لاکھ روپے
گوار	ایگزیکو انجینئر	دس لاکھ روپے
خضدار	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ ستر ہزار روپے
زیارت	ایگزیکو انجینئر	پچاس ہزار روپے
پشین	ایگزیکو انجینئر	تیس ہزار روپے
زیارت	ایگزیکو انجینئر	تین لاکھ پچاس ہزار روپے
ڈوب	ایگزیکو انجینئر	بیس ہزار روپے
قلعہ سیف اللہ	ایگزیکو انجینئر	چار لاکھ روپے
ڈوب	ایگزیکو انجینئر	دو لاکھ تیس ہزار روپے
زیارت	ایگزیکو انجینئر	سینتالیس ہزار روپے
	ایگزیکو انجینئر (ورکشاپ)	نو لاکھ چھیالیس ہزار روپے
کوئٹہ	پرنسڈنٹ انجینئر	بیس لاکھ روپے
خضدار	ایگزیکو انجینئر	چار لاکھ روپے
ترت	ایگزیکو انجینئر	چار لاکھ پچاس ہزار روپے
ذیرہ اللہ یار	ایگزیکو انجینئر	تیرہ لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ پینسٹھ ہزار روپے
سہی	ایگزیکو انجینئر	سات لاکھ بیاسی روپے
زیارت	ایگزیکو انجینئر	دو لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے

ہنہنگو	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
ڈیرہ بھلی	ایگزیکو انجینئر	آٹھ لاکھ روپے
یلہ	ایگزیکو انجینئر	تین لاکھ روپے
خاران	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
زیارت	ایگزیکو انجینئر	دو لاکھ روپے
جعفر آباد	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
خضدار	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکو انجینئر	چار لاکھ روپے
ڈیرہ مراد جمالی	ایگزیکو انجینئر	دو لاکھ پچاس ہزار روپے
کوئٹہ	ایگزیکو انجینئر	دو لاکھ روپے
پشین	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
سی	ایگزیکو انجینئر	چالیس ہزار روپے
کوئٹہ	ایگزیکو انجینئر	چودہ ہزار روپے
خضدار	ایگزیکو انجینئر	ایک لاکھ روپے
قلعہ سیف اللہ	ایگزیکو انجینئر	پانچ لاکھ روپے
زیارت	ایگزیکو انجینئر	سیستیس ہزار روپے
گوادر	ایگزیکو انجینئر	دس ہزار روپے
کوئٹہ	ایگزیکو انجینئر (دیکھ بھال)	چار لاکھ روپے
		بیس ہزار روپے
خضدار	ایگزیکو انجینئر	سز لاکھ روپے
قلعہ سیف اللہ	ایگزیکو انجینئر	تین لاکھ روپے
پشین	ایگزیکو انجینئر	دو لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکو انجینئر	دو لاکھ روپے

قلعہ سیف اللہ	ایگزیکوٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر	تین لاکھ روپے
پشین	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ تیس ہزار روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر	پانچ لاکھ اٹھاس ہزار روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر (قیمت)	ایک لاکھ پندرہ ہزار روپے
ذیرہ مراد جمالی	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ پچاس ہزار روپے
زیارت	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ چالیس روپے
پبلہ	ایگزیکوٹو انجینئر	تین ہزار دو سو اکتھ روپے
لورالائی	ایگزیکوٹو انجینئر	دو لاکھ ستاون ہزار روپے
خضدار	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ اسی ہزار روپے
سی	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ روپے
بچی	ایگزیکوٹو انجینئر	پانچ لاکھ روپے
لورالائی	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ روپے
اوٹھل	ایگزیکوٹو انجینئر	تین لاکھ روپے
زیارت	ایگزیکوٹو انجینئر	تین لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر	اٹھتر ہزار ساٹھ سو بارہ روپے
کوئٹہ	میسر (کوالٹی کنٹرول)	ایک لاکھ اسی ہزار روپے
خاران	ایگزیکوٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
قلاٹ	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ روپے
پبلہ	ایگزیکوٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
کوئٹہ	پرنسپل انجینئر (پروجیکٹ سرکل)	ستتر ہزار تین سو روپے
قلاٹ	ایگزیکوٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
ترت	ایگزیکوٹو انجینئر	ساتھ ہزار روپے

پشین	ایگزیکوٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
ترت	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر	پنہٹھ ہزار روپے
کوئٹہ	چیف انجینئر	پندرہ لاکھ روپے
مکھی	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ روپے
قلاٹ	ایگزیکوٹو انجینئر	چار لاکھ روپے
زیارت	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر	پانچ لاکھ روپے
پشین	ایگزیکوٹو انجینئر	تین لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر	پانچ لاکھ روپے
کوئٹہ		ایگزیکوٹو انجینئر (دیکھ بھال)
سی	ایگزیکوٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
زیارت	ایگزیکوٹو انجینئر	دو لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر B/R	دو لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ دس ہزار روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر	نو لاکھ روپے
ڈیرہ جہلی	ایگزیکوٹو انجینئر	ایک لاکھ پچاس ہزار روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر	دس لاکھ روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر (دیکھ بھال)	تین لاکھ ستر ہزار روپے
کوئٹہ	ایگزیکوٹو انجینئر (تعمیرات)	دو لاکھ اسی ہزار روپے
نورالائی	ایگزیکوٹو انجینئر	دس لاکھ روپے
مکھی	ایگزیکوٹو انجینئر	تین لاکھ روپے
خضدار	ایگزیکوٹو انجینئر	پانچ لاکھ روپے

○ میر ہمایوں خان مری - جناب اسپیکر صاحب آپ کے توسط سے یہاں پر منسٹر نے لکھا ہے کہ مبلغ ۸ کروڑ ۴۴ لاکھ اور ۸۴ ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ انہوں نے Allocation میں رکھے ہیں۔ روٹ سکیٹر میں اور یہاں پہ جس طرح آپ نے خود بھی کہا ہے کہ تقریباً یہ کوئی پانچ صفحے کا سوال ہے تو یہاں میں ۲ تلاش کیا کولہو کا نام کہیں پہ نام نہیں ہے۔ اس کی وجہ بتائیں کیا وجہ ہے؟ حالانکہ اس کے اپنے سی اینڈ ڈبلیو کے ایکسین نے کئی بار لکھا کہ یہاں پر ضرورت ہے اور پی سی ون بھی بنایا ہے لیکن میں دیکھ رہا تھا یہاں پہ کولہو کا نام نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

○ وزیر مواصلات و تعمیرات - جہاں تک کولہو کا تعلق ہے یہ آپ نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے ہم معلوم کر لیتے ہیں کہ کولہو کو کیوں فنڈ نہیں دیا گیا ہے اگر نہیں دیا گیا ہے تو کولہو کو ضرور فنڈ دینے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے شاید چیف انجینئر کے فنڈ سے اس کو دیا گیا ہو کیونکہ ایک بلاک ایلوکیشن چیف انجینئر کے ڈسپوزل پر دیا جاتا ہے۔ پھر شاید انہوں نے دیا ہو اور صفحہ سترہ پر بھی کولہو کا نام ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے کولہو کا نام شروع کیا ہے۔ بڑی اچھی بات ہے تاکہ وہاں کی ترقی ہو جائے لوگ کام کریں بڑی خوشی کی بات ہے۔

○ میر ہمایوں خان سرنی - پھر وہ جی ویسے وہاں پر میرے خیال میں 'میں نے بات کی اور چلی گئی۔ میرا پوائنٹ یہ تھا کہ کولہو کا نام کیوں نہیں ہے؟ جبکہ وہاں پر ایکسین (XEN) نے خود وہاں پی سی ون (PC-I) بنا کر یہاں پر منسٹر کو ایڈمٹ (Admit) کیا ہے اور کئی دفعہ میں نے اس کو فون کیا ہے اس نے کہا جی ہم تو وہاں پر ایڈمٹ (Admit) کرتے ہیں لیکن یہاں پر تو منسٹر صاحب ہوتے نہیں ہیں اس کے بعد وہ نہیں دیتے ہیں، ہمیں نہیں مل رہے ہیں کیونکہ وہ علاقے بھی اس کے علاقے میں آتے ہیں تاکہ Distribution میں اس کا خیال کیا جائے یہ ذمہ داری اس کی ہوتی ہے وہ سب علاقے کو اپنا علاقہ سمجھیں وہاں پر Distribute کریں۔

○ وزیر تعمیرات و مواصلات - یہ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں اگر ایسی کوئی بات ہے تو ہم انشاء اللہ آپ کی مدد کریں گے آپ پیسک پوائنٹ آؤٹ کرائیں کیونکہ سڑک کے لئے ضرورت ہے دے دیں گے آپ کو

○ سردار محمد طاہر خان لوئی - یہ ایک لاکھ روپے لکھا ہوا ہے پتہ نہیں جیب خرچہ ہے یا کام کا ہے وزیر صاحب اگر اس پر روشنی ڈالیں؟

- مسٹر کچول علی - ہنگامہ کا بھی ایک لکھ روپے ہے
- سردار محمد طاہر خان لوئی - یہ جیب خرچہ ہے یا کام کا ہے۔
- وزیر تعمیرات و مواصلات - اس میں مختلف چیزیں آسکتی ہیں جیسے کہ گاڑیوں کے پیٹرول وغیرہ Maintenance اور دوسرے گریڈوں کے ٹائر، مختلف چیزیں ہوتی ہیں جو Maintenance میں کام آتی ہیں۔ پرانے روڈ رولر، گریڈر، بلڈوزروں کی مرمت وغیرہ اس طرح سے پیسے دیئے جاتے ہیں۔
- سردار محمد طاہر خان لوئی - جناب اس گریڈر کی ٹائر کی قیمت جو ہے (۲۵۰۰۰) ہزار روپے ہے دو ٹائر بھی اس میں نہیں آتے ہیں۔ جی ہاں۔
- وزیر تعمیرات و مواصلات - گریڈر کا ٹائر تیس (۳۰۰۰۰) ہزار روپے میں ہے۔
- سردار محمد طاہر خان لوئی - (۲۵۰۰۰) ہزار میں ہے۔
- وزیر تعمیرات و مواصلات - شاید ابھی بڑھ گیا ہو پہلے تیس ہزار روپے میں تھا۔
- سردار محمد طاہر خان لوئی - (۲۵۰۰۰) ہزار روپے میں یہ دو ٹائر آپ۔۔۔
- وزیر تعمیرات و مواصلات - اگر آپ کو چاہئے تو ہم آپ کو تیس تیس ہزار میں دے دیں گے۔۔۔ (داخلت)
- جناب اسپیکر - کچول علی صاحب آپ سے پہلے پوائنٹ پر ہیں۔
- مسٹر کچول علی - جناب اسپیکر صاحب - میں وزیر موصوف سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک لاکھ روپے خرچ کیا ہے کم از کم اس کے سامنے اور ایک کالم ہوتا ہے کہ یہاں اس چیز پر خرچ ہوئے ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اتنی بڑی رقم۔۔۔۔
- وزیر تعمیرات و مواصلات - جناب اسپیکر صاحب - جو ہمارے ایم پی اے صاحب نے جس طرح سے سوال کیا اسی طرح سے جواب دیا گیا ہے اول تو میرے خیال میں جناب اسپیکر صاحب - کے نوٹس میں لانا چاہوں کہ ہمارے ایم پی اے صاحبان جو سوالات پوچھتے ہیں لے لے سوالات پوچھتے ہیں ایک تو جواب دینا بھی

مشکل پڑتا ہے ابھی آپ تمام بلوچستان کے ہر ڈسٹرکٹ کا اگر آپ اے ڈی پی میں یہ چیزیں دینا شروع کر دیں تو فلاں سڑک پر پانچ ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں فلاں پر ایک لاکھ روپے خرچ ہو گیا تو یہ چالیس پچاس تو ایک کتاب بن جاتی ہے۔۔۔ (داخلت)

اسپیکر صاحب کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ممبران صاحبان کو۔۔۔ (داخلت)

○ جناب اسپیکر۔۔۔ سرور خان صاحب بجائے اس کے۔۔۔ (داخلت)

○ وزیر تعمیرات و مواصلات۔ ہدایت کریں کہ سوال مختصر اور آسان ہو تاکہ ہم اس کا صحیح جواب دے سکیں۔۔۔ (داخلت)

○ مسٹر کچول علی۔ آپ اتنے اضلاع کو پیسہ دے سکتے ہیں؟

○ وزیر تعمیرات و مواصلات۔ ہمارے کسی ایک ایم پی اے صاحبان نے آج تک ایک سوال بھی نہیں پڑھا ہوا ہے ادھر آکر پڑھتے ہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ سرور خان صاحب بجائے کہ آپ تقریریں کریں۔ آپ ضمنی سوال کریں اور آپ جواب دیں۔

○ مسٹر کچول علی۔ سر۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو ہمارے معزز منسٹر صاحب یہ فرما رہے ہیں اپنے جواب میں کہ سڑکوں کی تعمیرات کے لئے پیسے دیئے گئے ہیں۔ دوسری طرف وہ کہہ رہے ہیں کہ Fuel وغیرہ کے لئے خرچ کئے ہیں اس کے سوال کے جواب میں خود ہی تضاد ہے اور اس کے باوجود جو اس نے یہ کالم نہیں لکھا ہے ہم کہتے ہیں کہ اس نے جو جوابات دیئے ہیں وہ بالکل تشفی نہیں کر رہے ہیں جس نے یہ سوال Put-up کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم کہتے ہیں کہ جہاں تک ہمارے منسٹر صاحب یہ فرما رہے ہیں اس سے اور ایک ضمنی سوال کر رہا ہوں کہ وہ کہتے ہیں کہ سر یہ پیسے سارے میرے خیال میں ترقیات کے پیسے ہیں اور یہ سارے پیسے میرے خیال میں مفت میں ہی چلے گئے اور سر میں کہتا ہوں کہ ہنچمکو پورے رخشان پر ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ حالیہ ہارٹوں نے اس کا کیا کیا اسے Damage کیا اس سلسلے میں ہم لوگوں نے پی سی ون بھیج دیا ہے اس کو انہوں نے کیوں نظر انداز کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے اتنی بڑی Ammount

خرچ کی ہے۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ ضمنی کون سا سوال کرنا چاہتے ہیں؟

○ مسٹر کچول علی۔ سر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کہتے ہیں کہ یہ پیسے سارے میں نے خرچ کئے ہیں تعمیرات، مرمت کے لئے، میں کہتا ہوں کہ Convert ہیں نہیں رختاں پل پر تقریباً ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے خرچ کئے تھے اور حالیہ بارشوں نے اس کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور اگر اس بنگ جو بینک تعمیر نہیں کیا گیا تو سارے ہیں پل کا نقصان ہوگا اس بارے میں، میرے خیال میں سینئر منسٹر صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے ہنجگود میں ہم لوگوں نے پی سی ون بنا دیا اور وہاں اپنے چیف منسٹر کو چیف سکریٹری کو۔

--

○ جناب اسپیکر۔ کچول علی صاحب آپ کے اس سوال کا اس کے ضمنی سے تعلق نہیں ہے۔

○ مسٹر کچول علی۔ انشاء اللہ ہوگا سر۔ آپ مجھے چھوڑیں میں کہتا ہوں کہ اور یہ کہتے ہیں کہ یہ سارے پیسے میں نے وہیں سڑکوں کی مرمت کے لئے خرچ کئے ہیں۔ ہنجگود رختاں برج جو ایک بڑا پراجیکٹ ہے اس کو نقصان ہو رہا ہے اس کو انہوں نے کیوں پیسہ نہیں دیا ہے میرا سوال ہے اور ہم لوگوں نے پی سی ون --- (مدخلت)

○ جناب اسپیکر۔ ہنجگود رختاں پل کو پیسے نہیں ملے

○ وزیر تعمیرات و مواصلات۔ میں نے خود رختاں پل دیکھا تھا اور وہاں جو Filt سے نقصان پہنچا تھا اب اس کو مجھے نے بلڈوزروں سے ٹھیک کیا ہے اگر ایم پی اے صاحب بھی اس پر زور دینا چاہتے ہیں تو وہ ہم سے Chamber میں ملیں ہم اس کو تسلی کرائیں گے اگر ایسی کوئی بات ہے تو میں اپنے متعلقہ افسروں کو ہدایت دوں گا کہ وہ اس کی مرمت کر لیں۔

○ مسٹر کچول علی۔ اگر مجھے مطمئن کر لیں گے تو کل میں جاؤں گا کیونکہ ہمارے علاقے میں انٹرنٹ اس میں ہے۔ مدخلت

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر صاحب۔ Basically سوال یہ تھا کہ وزیر مواصلات و تعمیرات

مطالعہ فرمائیں گے کہ ۹-۱۹۹۰ء کے دوران سڑکوں کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی تھی یہ سوال کا ایک حصہ ہے اور جواب میں مبلغ آٹھ کروڑ چوالیس لاکھ چوراسی ہزار (۸۳۳۸۳۰۰۰) روپے وہ سوال اور پھر یہ جواب اس کے بعد چنگول صاحب نے جو سوال کیا ہے کہ بھائی ایک ایک لاکھ روپے کے کیا وہاں پر کام ہوگا تو منسٹر صاحب نے فلور آف دی ہاؤس میں یہ کہا ہے کہ شاید ڈیزل ٹانٹ اور پرزہ جات یہ ڈیزل اور پرزہ جات کا سوال نہیں تھا سوال تو یہ تھا کہ کہاں کہاں کے لئے اور جواب میں بھی انہوں نے یہیں کہا ہے کہ یہ آٹھ کروڑ چوالیس لاکھ چوراسی ہزار (۸۳۳۸۳۰۰۰) روپے مختص کئے گئے ہیں یہ روڈوں کے لئے ہیں لیکن فلور آف دی ہاؤس پر یہ کہتے ہیں کہ وہ جی ٹائٹوں کے لئے Fuel کے لئے تو اس میں واقعی تضاد ہے سوال میں اور جواب میں۔۔۔۔۔ (مداخلت)

میں ان کے خود کے جواب سے کہ جی شاید انہوں نے ٹائر اور ٹیوب۔۔۔۔۔ (مداخلت)

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جہاں تک ہاویں صاحب نے چنگول علی کے اس سوال پر کہا کہ پنجگود میں ایک لاکھ روپے آپ نے کیا شاید یہ بلڈوزروں کے یا ٹریکٹروں کے یا اس رولر کے انجن وغیرہ کی مرمت کے لئے دیئے ہوں گے۔ ویسے ہم نے سارے بلوچستان کا نہیں لکھا ہے کیونکہ بلوچستان میں بہت سی سڑکوں پر ہمارے ایم پی اے صاحبان کی سفارش پر ہم نے کنکریٹ بچھا دی ہے ان کے لئے کام بھی کیا۔

○ جناب اسپیکر۔ ان کا جواب آنے دیں پھر آپ

○ مسٹر محمد سرور خان کاکڑ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات)۔ ہم شاید اگلے اجلاس میں آپ کو لسٹ Provide کر سکتے ہیں کہ ہم نے کیا کام کیا ہے؟ اور کس کس سڑک پر کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کی نظر سے گذر جائے۔

○ مسٹر چنگول علی۔ اسپیکر صاحب میں چونکہ پنجگود کا نمائندہ ہوں میں آپ کو یہ ایمانداری سے یہ کہہ رہا ہوں کہ پنجگود میں بھی بی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ Fuel کی مد میں اس پر قرضہ ہے وہ جو پمپ وغیرہ ہیں۔ تقریباً چھ سات لاکھ روپے کا مقروض ہے۔ ڈیپارٹمنٹ میں اگر دیکھتے کہ وہاں وہ چیزیں کسی فارمولا اور کسی اصول سے تقسیم ہوتے ہیں تو پھر بھی ٹھیک تھا ایکسین صاحب کہتے ہیں کہ میں کچھ کم ہی نہیں کر سکتا ہوں۔ میرے خیال میں اگر اس طرح ہو جائے کہ ایک ڈسٹرکٹ میں تو پیسے زیادہ دیئے جائیں اور دوسری ڈسٹرکٹ کو نظر انداز کیا

جائے ترقیاتی کام سے، تو وہاں کے جو ذمہ دار آفسران ہیں وہ تو نور تک نہیں لگا سکتے پھر کیا ہوگا میں سر یہ ایمانداری سے کہہ رہا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں اگر کہتے ہیں کہ انکواری کر لیں گے وہاں ہنجگود میں دو تین پیٹرول پمپ ہیں ان کے مالکان کہتے ہیں کہ ہم لوگ بھی بی اینڈ آریا سی این ڈی کو فیول دینے کے لئے بھی بالکل تیار نہیں کیونکہ وہ ہمارے تقریبات آٹھ لاکھ روپے کے مقروض ہیں معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ روپے کے لئے یہ کون سا احسان کیا ہے؟ ہنجگود کے لئے۔۔۔

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جہاں تک آپ کی بات کا تعلق ہے میں اپنے متعلقہ چیف انجینئر سے اور سکریٹری سے معلوم کروں گا کہ واقعی آپ کے ہنجگود کا ایکسین صاحب اتنا مقروض ہے۔ میرے خیال میں یہ حکومت کا کام ہے، روٹیشن میں پیسے آتے ہیں کبھی کسی کو مل جاتے ہیں کبھی کسی کو مل جاتے ہیں اس طرح سے اگر آپ ایکسین صاحب کی اتنی ہمدردی چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ (مدخلت)

○ مسٹر کچکول علی۔ مجھے ایکسین صاحب سے اتنی ہمدردی نہیں چاہئے اپنے علاقے کی ڈیولپمنٹ کے لئے اگر اس سلسلے میں اس نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے تو میں جانوں اور وہ اگر اس کے ساتھ یا ہمارے علاقے کے ساتھ آپ لوگ اس طرح نا انصافیاں کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ آپ لوگ اس علاقے کو بھی Consider کر لیں۔

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ ابھی بالکل نا انصافی نہیں ہوگی۔ انشاء اللہ آپ روزانہ ہمارے سکریٹری صاحب کے پاس بیٹھتے ہیں آپ وہاں کیوں پوائنٹ آؤٹ نہیں کرتے ہیں۔۔۔۔۔ (مدخلت)

○ جناب اسپیکر۔ آپ تشریف رکھیں جی۔ سردار فتح علی عمرانی صاحب

○ سردار فتح علی عمرانی۔ جناب اسپیکر، سر۔ سوال کیا ہے جواب کیا ہے سوال یہ پوچھا جا رہا ہے کہ سڑکوں کے اوپر کتنا خرچ کیا گیا ہے ادھر سے فشر صاحب فیول، ٹائر، بلڈوزر، ٹریکٹر پتہ نہیں کیا درمیان میں لائے ہیں۔ ایک لاکھ دس ہزار بارہ ہزار بھی یہاں لکھا ہوا ہے ہم سڑکوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ کتنا خرچ کیا گیا ہے جواب میں کہتے ہیں فیول، ٹائر پتہ نہیں کیا سے کیا جواب دے رہے ہیں اگر ایسا جواب دیا جاتا رہا تو اس اسمبلی میں آنے کی بجائے ہم آئندہ نہیں آئیں گے۔ فشر صاحب جوابات اسمبلی میں غلط دیتے ہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ اس سوال کی بات آپ کر لیں اس سے پہلے تو کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ میرے خیال میں ایک سوال کے لئے اتنے زیادہ سپلیمنٹری بھی نہیں ہونے چاہئیں۔۔۔۔۔ (مداخلت)
 ویسے اگر آپ اوپر لوگوں کو چھوڑ دیں گے تو پھر سارے سوالات ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے میں بھی ختم نہیں ہوتے ہیں۔

○ سردار فتح علی عمرانی۔ سوال یہ ہے کہ جناب سڑکوں پر کتنا خرچہ کیا گیا ہے اور اسے جواب ملتا ہے، ۲۵ ہزار میں ناز ملتا ہے، ناز کا تو ہم نہیں پوچھا ہے۔

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ یہ ہم پہلے بھی آپ کو جواب دیا تھا۔۔۔۔۔ (مداخلت)

○ مولانا عبدالغفور حیدری۔ وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ معزز رکن نے ابھی کہا کہ سوالات کے جوابات غلط دیئے جاتے ہیں۔ لہذا اس اسمبلی میں نہیں آنا چاہئے تو اس سلسلے میں میرے خیال میں معزز رکن پہلی یا دوسری بار حاضر ہو رہے ہیں اسمبلی میں۔

○ سردار محمد طاہر خان لونی۔ جناب اسپیکر صاحب۔ جناب وزیر صاحب سے یہ سوال کروں گا کہ اگر ایک انجینئر کو فول کے لئے ایک لاکھ روپے دیئے جائیں اور وہ دس لاکھ روپے خرچ کرے تو اس کے پاس یہ پاور ہے اگر پاور نہیں ہے تو اس کو کیوں ابھی تک معطل نہیں کیا گیا اگر ہے تو وزیر صاحب بتائیں۔

○ جناب اسپیکر۔ اس ضمنی سوال کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ وہ تو حکومت کے باقاعدہ رولز کے مطابق کیا جاتا ہے کہ اس ایکسین کو یہ اختیار ہے ان کو کتنا پیسہ دیا جاتا ہے یہ رولز کے مطابق ہوتا ہے تاہم اگر ایم پی اے صاحب کہیں تو ہم انکو اڑی کر سکتے ہیں لیکن ہم کس کس بات پر کیسا یقین کر سکتے ہیں ہو سکتا ہے اس ایکسین کے ساتھ اس کی نہ لگتی ہو۔

○ سردار محمد طاہر خان لونی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب کو معلوم نہیں ہے کہ ان کی پاور کتنی ہے؟

○ جناب اسپیکر۔ اگلا سوال۔

☆ ۳۲۲ مسٹر ارجن داس بگٹی - (میر محمد عامر کو نے دریافت کیا)

(الف) کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں کہ مکہ ٹرکس میں درست و بیکار کھڑے روڑ اور اسٹون کرشر مشینوں کی کل تعداد کس قدر ہے؟ درست اور بیکار مشینوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل دی جائے۔

(ب) چیکو سلواکیہ اور ہنگری سے کتنے اسٹون کرشر منگوائے گئے تھے اور مذکورہ مشینوں سے کن کن پروجیکٹ پر کام لیا جا رہا ہے؟

○ وزیر مواصلات و تعمیرات

نمبر شمار	مشینوں کا نام	کار آمد	تاکارہ	تعداد
۱-	کرشر مشین	۳	۲	۵
۲-	روڈ روڑ	۹۰	۲۵	۱۵

یہ مشینوں بلوچستان بھر میں مکہ ہڈا کے زیر استعمال ہیں۔

(ب) چیکو سلواکیہ اور ہنگری سے اسٹون کرشر تقریباً ۲۰ سے ۲۵ سال پہلے منگوائے گئے تھے جو کہ بعد تاکارہ ہونے کے بعد نیلام کر دیے گئے اور اس وقت ان ملکوں کا کوئی کرشر پلانٹ مکہ میں موجود نہیں۔

○ جناب اسپیکر - اگلا سوال میر ظہور حسین کھوسہ صاحب کا ہے۔

☆ ۳۷۲ میر ظہور حسین کھوسہ - (میر محمد عامر کو نے دریافت کیا) - کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق ایم پی اے میر نبی بخش کھوسہ نے سال ۱۹۸۸ء میں ہیروین، مانجھی پور روڈ کے لئے ۲۵ لاکھ روپے مختص کئے تھے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ہیروین، مانجھی پور روڈ پر کام شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔

○ وزیر مواصلات و تعمیرات - جی ہاں۔

۸۶-۱۹۸۵ء میں جناب نبی بخش خان کھوسہ ایم پی اے کی محض کردہ رقم مذکورہ روڈ پر ۷۳۷ کلومیٹر ۶۳۳۳ کلین کے صرف سے ارتھ ورک کا کام کیا گیا۔

آئندہ سال یعنی ۸۷-۱۹۸۶ء میں ایم پی اے اسکیم ختم ہونے کی وجہ سے مزید فنڈ محکمہ کو فراہم نہ کرنے کی وجہ سے مزید کام نہ ہو سکا۔

○ جناب اسپیکر۔ اگلا سوال

☆ ۳۸۸ میر عبدالکریم نوشیروانی۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں کہ کہ سال رواں میں محکمہ بی اینڈ آر میں درجہ چہارم کے ملازمین کی کل کس قدر پوسٹیں تخلیق کی گئی ہیں۔ ضلع دار تقسیم کی تفصیل دی جائے۔

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ رواں مالی سال کے دوران محکمہ بی اینڈ آر میں درجہ چہارم میں کوئی پوسٹ تخلیق نہیں کی گئی ہے۔

☆ ۳۹۸ مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم مطلع فرمائیں کہ کہ (الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع سہی کے علاقہ سانگاں باروڑی کے چھ سو گھروں پر مشتمل آبادی کی ضروریات زندگی کے لئے کوئی قابل ذکر سڑک نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا علاقہ کے لوگ ہرنائی، شاہرگ، سین گنگلی اور دوسرے ملحقوں تک پیدل جاتے ہیں یا پھر مویشیوں کا استعمال کرتے ہیں؟

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مستقبل قریب میں اتنی بڑی انسانی آبادی کو اس تکلیف سے نجات دلانے کے لئے حکومت کوئی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں۔ تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بتائی جائے؟

○ وزیر مواصلات و تعمیرات

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) رواں مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں اس علاقہ کے لئے کوئی سڑک برائے تعمیر نہیں ہے۔ معزز ممبر

اسمبلی سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مخصوص فنڈ سے اس سڑک کے لئے مجوزہ رقم مختص کریں تاکہ سڑک کی تعمیر شروع ہو اور علاقے کے عوام کی تکالیف کا ازالہ ہو سکے۔

رخصت کی درخواستیں

○ جناب اسپیکر۔ رخصت کی درخواستیں اگر ہیں تو سکریٹری صاحب پڑھیں۔

○ محمد حسن شاہ

سکریٹری اسمبلی۔ سردار محمد صالح بھوٹانی صوبائی وزیر صنعت کی درخواست ہے کہ وہ ذاتی کام کی وجہ سے آج کراچی گئے ہوئے ہیں لہذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے۔

○ جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔ (رخصت منظور کی گئی)

(بلڈوزر ہاورز کے بارے تحریک استحقاق جو موخر کردی گئی تھی)

○ جناب اسپیکر۔ ایک تحریک استحقاق نمبر ۳۳ جو ۹ نومبر کے لئے موخر کردی گئی تھی بلڈوزر ہاورز کے بارے میں تھی چونکہ کل عام تعطیل تھی اس کی وجہ سے اجلاس نہیں ہوا لہذا آج مولانا صاحب (وزیر زراعت) کیا فرمائیں گے؟

○ مولانا امیر زمان - (وزیر زراعت)۔ جناب اسپیکر۔ پیسے ریلیز ہو گئے ہیں معزز اراکین سے درخواست ہے کہ وہ ہمارے ڈائریکٹر مشینری میٹیننس سے رابطہ قائم کریں اور ان سے لے لیں۔

○ جناب اسپیکر۔ (متعلقہ رکن سے مخاطب ہوتے ہوئے) کیا اس تحریک کو واپس لیتے ہیں؟

○ میر محمد عاصم کرد۔ جناب اسپیکر۔ اگر واقعی کھنے ریلیز ہو گئے ہیں اور جناب اسپیکر اگر آپ Surety دیں گے تو ہم اس کو واپس لیں گے کیونکہ اس سے قبل بھی کئی مرتبہ آپ نے اور فنانس متعلقہ نے ایسورنس دی ہے۔

○ نواب محمد اسلم رئیسانی۔ (وزیر خزانہ)۔ جناب اسپیکر۔ میں یہاں یہ وضاحت کروں اور Assurance دتا ہوں کہ ایوان کو کہ تریسٹھ لاکھ ہم نے دے دیئے ہیں لہذا عاصم کرد صاحب اپنی تحریک واپس

لے لیں۔ ہم گیلو صاحب سے گزارش کرتے ہیں۔

○ محمد عاصم کرو۔ جناب اسپیکر۔ ہمیں تو ایک سال قبل یہ شیوٹی دی گئی تھی متعلقہ مسٹر اور آپ نے بھی Surety دی تھی

○ جناب اسپیکر۔ چونکہ اس مقصد کے لئے پیسے ریلیز ہو گئے ہیں لہذا معزز اراکین نے اپنی تحریک استحقاق واپس لے لی ہے۔

(تحریک استحقاق نمبر ۳ واپس لے لی گئی)

بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۳ء میں ترمیم کا نوٹس

○ جناب اسپیکر۔ میر ہمایوں خان مری، مسٹر ارجن داس بگٹی، ملک کرم خان بٹک اور مسٹر سنت سنگھ نے مشترکہ طور پر بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۳ء میں ترمیم کا نوٹس دیا ہے۔ میر ہمایوں خان مری صاحب مجورہ ترمیم پیش کریں۔

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۳ء میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ

قاعدہ نمبر ۲۱۰ کے ذیلی قاعدہ (۲) میں مندرجہ الفاظ ”مجلس اپنے ارکان میں سے مجلس کے چیئرمین کا انتخاب کرے گی“ کی بجائے ان الفاظ کا اندراج کیا جائے۔ ”مجلس اپنے ارکان میں سے مجلس کے چیئرمین کا انتخاب اپوزیشن کے ارکان میں سے کرے گی“۔

○ جناب اسپیکر۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۳ء میں جو ترمیم پیش کی گئی یہ ہے کہ

قاعدہ نمبر ۲۱۰ کے ذیلی قاعدہ (۲) میں مندرجہ الفاظ ”مجلس اپنے ارکان میں سے مجلس کے چیئرمین کا انتخاب کرے گی“ کی بجائے ان الفاظ کا اندراج کیا جائے۔ ”مجلس اپنے ارکان میں سے مجلس کے چیئرمین کا انتخاب اپوزیشن کے ارکان میں سے کرے گی“۔

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ یہ ترمیم منظور کی جائے۔ (آوازیں نامنظور)

○ جناب اسپیکر۔ آپ حضرات جو تحریک کے حق میں ہیں دیکھئے وہ مرحلہ بعد میں آئے گا۔۔۔ (مداخلت)

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب والا۔ میں اس حد تک اس تحریک کے حق میں ہوں بات یہ ہے کہ ہم نے جو کتابچے بنگلوں میں دبا کر انگریزیں میں جسے پراونشل اسمبلی رولز آف پروسیجر اینڈ کنڈکٹ آف بزنس رولز ۱۹۷۳ کہتے ہیں اور اردو میں ان کو قواعد و انضباط کار مجریہ ۱۹۷۳۔۔۔

○ جناب اسپیکر۔ جی! جی!

○ میر ہمایوں خان مری۔ میں اس حوالے سے Quote کرتا ہوں اور چونکہ ہر ایک ایسی ترمیم اور اس رولز آف بزنس میں کی جاتی، آپ بھی۔۔۔

○ جناب اسپیکر۔ میر صاحب جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس قاعدہ کے حوالے سے پہلے مرحلہ پر وہ منظور ہوگا اور بعد میں دوسرا مرحلہ آئے گا۔۔۔ (مداخلت)

○ مسٹر محمد سرور خان کاکڑ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات)۔ جناب اسپیکر۔ (پوائنٹ آف آرڈر) یہ ہے کہ محرک کی اس ترمیم پر پہلے آپ اس ایوان کی رائے لیں کہ یہ ترمیم ہاؤس میں پیش ہو سکتی ہے یا نہیں؟ آیا ہاؤس اس کی اجازت دتا ہے یا نہیں؟ قواعد کی رو سے پہلی تحریک جو معزز رکن نے پیش کی ہے اس سے ہاؤس متفق ہے اگلی تحریک پر مزید اس پر بحث ہوگی۔

○ میر ہمایوں خان مری۔ کون سی تحریک پر؟

○ جناب اسپیکر۔ آپ نے پہلی تحریک تو یہ دی ہے اس کے بعد آپ اس کے حق میں اپنے دلائل دیں گے اس کے بعد ایوان کی رائے لینا ہوگی۔

○ مسٹر محمد سرور خان کاکڑ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات)۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ پہلے تو آپ ہاؤس سے ووٹ لیں کہ ہاؤس اجازت بھی دتا ہے یا نہیں؟

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر صاحب۔ ہمارے معزز وزیر صاحب پہلے خود بھی یہاں اسپیکر

رہ چکے ہیں ہر وقت انہوں نے یہاں حوالہ دیا ہے ہم کو اور آپ کو کیا ضرورت ہے کہ رولز آف بزنس پر بات کریں جب آپ بھی بحیثیت اسپیکر ہوتے ہوئے رولز کو Violate کر رہے ہیں یہاں رولز آپ کے سامنے ہیں میں رولز آپ کے سامنے پڑھتا ہوں۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ کی یہ پہلی تحریک تو—(مداخلت)

○ مسٹر سعید احمد ہاشمی۔ (وزیر قانون)۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں وضاحت کر دوں مغز رکن کے لئے۔ جناب والا۔ اس وقت ہاؤس کے سامنے دو تحریکیں ہیں۔ ایک تو یہ ترمیم اسمبلی کے سامنے پیش کی جائے اور دوسری تحریک یہ کہ اس ترمیم پر بحث کی جائے۔ ہم پہلے تو اس مرحلہ سے گذریں سابقہ اسپیکر صاحب بھی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ اپنی ترمیم کی تحریک پر بحث کریں۔

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ یہاں پر مجھے عجیب لگتا ہے کہ اس طرف جو ٹریڈری ہینجز پر صاحبان بیٹھے ہیں وہ متعجب بھی خود کرتے ہیں اور اپنے آپ کو چیک بھی خود کرتے ہیں یعنی جس طرح وہ کریں اس کے لئے چیک اینڈ بیلنس کے لئے خود ہیں چیک کرتے ہیں۔ اس لئے یہاں سے یہ ترمیم کی تحریک دی گئی ہے۔ یہاں پر دی بلوچستان پراونشل اسمبلی رولز اینڈ پروسیجر کنڈکٹ آف بزنس میں دیا ہوا ہے جو میں انگریزی میں پڑھتا ہوں۔ جناب اسپیکر۔ یہاں پر جو یہ کہا گیا ہے کہ

There shall be constituted by the Assembly as soon as may be, a standing Public

Accounts Committee for the duration of the Assembly.

میرے خیال میں اسے اردو میں پڑھتا ہوں دفعہ ۱۲۰ میں ہے کہ

○ جناب اسپیکر۔ کون سی دفعہ ہے؟

○ میر ہمایوں خان مری۔ دفعہ ۱۲۰ مجلس حسابات عامہ کی تشکیل

۱۔ جتنی جلد ممکن ہو گا اسمبلی مجلس قائمہ برائے حسابات عامہ کی تشکیل اسمبلی کی میعاد کے لئے کرے گی۔

۲۔ مجلس پانچ ارکان بشمول وزیر خزانہ اور قائد حزب اختلاف جو بلحاظ عمدہ رکن ہونگے پر مشتمل ہوگی۔ مجلس

کے باقی ماندہ ارکان اسمبلی اپنے ارکان میں سے منتخب کرے گی۔ مجلس کے اجلاس کے لئے کورم مجلس کے تین ارکان پر مشتمل ہوگا۔

۳۔ کسی اسمی کے اتفاقی طور پر خالی ہونے کے بعد جتنی جلد ممکن ہوگا بذریعہ انتخاب ایسی اتفاقی اسمیاں پر کی جائیں گی اور اس طرح سے منتخب ہونے والا شخص اتنے عرصہ کے لئے اس اسمی پر فائز رہے گا جتنے عرصہ کے لئے اس شخص کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔ جس کی اسمی پر کی گئی ہے لیکن یہاں پر پھر آتا ہے کہ قائد حزب اختلاف اس مجلس کا چیئرمین ہوگا یعنی وہ اس مجلس کا چیئرمین ہوگا اس معاملے پر دوٹوں کے برابر ہونے کی صورت میں دو سرایا فیصلہ کن ووٹ ڈالے گا۔ جناب والا۔ یہاں پر جو کتاب ہے پراونشل اسمبلی آف بلوچستان رولز آف بزنس۔ (مداخلت)

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب والا۔ (پوائنٹ آف آرڈر)۔ (مداخلت)

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ یہاں پر۔۔۔۔

○ جناب اسپیکر۔ سرور خان کاکڑ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

○ وزیر تعمیرات و مواصلات۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میر ہمایوں خان مری صاحب نے اس ہاؤس میں جو تحریک ترمیم کے لئے پیش کی ہے یہ اس قاعدے کا حوالہ دے رہے جو ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۸ء تک اس ہاؤس کا حصہ تھا جس میں یہ تھا کہ اپوزیشن کا ایک ممبر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بن سکتا ہے لیکن نئی حکومت نے تو ۱۹۸۸ء میں اس قاعدے میں ترمیم کر کے یہ اختیار واپس لے لیا کہ اپوزیشن کا کوئی ممبر مجلس حسابات عامہ یعنی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا ممبر نہیں بن سکتا اب چونکہ اس میں ترمیم ہو چکی ہے اور ان کی ہی حکومت نے یہ ترمیم خود منظور کی ہے۔ ۱۹۸۸ء کی اسمبلی میں خود ان کا اپنے مفاد تھا تو انہوں نے یہ ترمیم منظور کی۔ اپوزیشن کا حق غصب کیا اب اس ترمیم کو واپس لینا زیادتی ہے۔

○ میر محمد عاصم کرد۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا۔ ۱۹۸۸ء میں ان کی حکومت نہیں تھی۔

○ جناب اسپیکر۔ ملک سرور خان عاصم کرد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ پہلے آپ ان کو

وضاحت کرنے دیں اس کے بعد آپ

○ وزیر تعمیرات و مواصلات۔ جناب اسپیکر۔ میں اپنی بات کھل کرنا چاہتا ہوں آپ کی اجازت سے جناب والا۔ اس ترمیم کی تحریک پر آپ نے ہاؤس سے ووٹ نہیں لیا۔ کیا ہاؤس اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ آیا اسے ہاؤس میں پیش بھی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہاؤس اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ ترمیم کی تحریک پیش کریں تو ا کے بعد بحث ہوگی اور پھر وہ اس کے بعد بحث کر سکتے ہیں۔ آپ نے اس بات کے لئے ہاؤس سے اجازت نہیں لی۔ آپ نے ہاؤس کے سامنے نہیں رکھا تو پھر وہ تحریک ترمیم کیسے پیش کر سکتے ہیں؟

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب والا۔ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ ان کو ان کا موقف Explain کرنے دیں۔

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب والا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر اس سے فشرسی اینڈ ڈبلیو کا بلڈ پر مشرہائی ہو گیا ہے تو میں اس کا اس کا علاج نہیں کر سکتا ہوں یہ تو ورزش سے ہی ہو گا یہاں پر آپ کا فیصلہ ہے آپ نے کرنا ہے اور میں تو یہاں صرف قواعد کا حوالہ دے رہا تھا تو اس کا عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ جب حسابات میں بے قاعدگی ہوتی ہے تو اس کو چیک کرنے کے لئے یہ ہوتا ہے اور یہ ضروری ہوتا ہے کہ حسابات میں چیک اور بیلنس ہو ابھی جس طرح میں نے یہ حوالے دیا ہے اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہاں پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کو کام نہیں کرنے دیا جاتا۔

○ مسٹر سعید احمد ہاشمی۔ (وزیر قانون)۔ جناب والا۔ معزز رکن بتائیں گے کہ وہ کب کے رولز Quote کر رہے ہیں میرے پاس جو کتابیں ہیں ان میں تو ایسا نہیں ہے ان کے پاس پرانی کتابیں ہیں۔

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب والا۔ میں یہاں پر زور دیتا ہوں اور یہ اپوزیشن کا حق بھی ہے کیونکہ یہاں پر تو حال یہ ہے کہ معزز وزراء اپنے سوالات پر مطمئن نہیں ہیں ایک دوسرے سے سوال کرتے رہتے ہیں ایک فشر اپنے دوسرے فشر کے سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوتا ہے خود سوال کرتے ہیں یہاں پر آپ سب دیکھ رہے ہیں اخبار والے دیکھ رہے ہیں سب دیکھ رہے ہیں۔ وزراء جو جواب دیتے ہیں ان سے کوئی مطمئن نہیں ہوتے ہیں یعنی بالفاظ دیگر وہ خود کہتے ہیں کہ یہاں پر غلط بیان سے کام لیا جا رہا ہے اور اس کو چیک اور بیلنس کرنے والا کوئی نہیں ہوتا ہے۔

○ جناب اسپیکر۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ

○ ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات)۔ جناب والا۔ میں آپ کی اجازت سے بحث کر سکتا ہوں جیسے پہلے اس اسمبلی کے قواعد کے مطابق اپوزیشن لیڈر اس کا چیئرمین بن سکتا تھا لیکن جب ۱۹۸۸ء کی اسمبلی وجود میں آئی اس وقت کے وزیر اعلیٰ جو آج اپوزیشن کی بنچوں پر بیٹھے ہیں انہوں نے خود یہ تحریک پیش کی تھی کہ ہاؤس کا کوئی بھی ممبر اس کا چیئرمین بن سکتا ہے اور اس وقت ان کی حکومت تھی حالانکہ میں نے اس وقت احتجاج بھی کیا تھا یہ اچھی بات نہیں ہے اچھی روایت نہیں ہے یہ اسمبلی کی روایات کے خلاف ہے اور اس وقت انہوں نے ہماری بات نہیں مانی اور اس قاعدے میں ترمیم کر دی جس کے مطابق کوئی بھی چیئرمین بن سکتا ہے اس تحریک کے متعلق اس وقت تو انہوں نے کچھ نہیں کہا۔

○ میر ہمایوں خان مری۔ یہ اس وقت نہیں ہوا ہے۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ اس تحریک سے متعلق بات کریں۔

○ ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات)۔ جناب والا۔ اب وہ حکومت سے اپوزیشن میں چلے گئے ہیں اور اب یہ ہاؤس میں اچھی بات نہیں ہے کہ بار بار ترمیم لائیں۔ اب ہم اس بات کے حق میں نہیں ہیں اور اب ہم اسی طریقے سے چلانا چاہتے ہیں۔

○ مسٹر سعید احمد ہاشمی۔ (وزیر قانون)۔ جناب اسپیکر۔ جو معزز ممبر نے پڑھ کر سنایا ہے وہ پہلے یا پچھلے قواعد کی بات کر رہے ہیں اب وہ ترمیم لانا چاہتے ہیں۔

(4)The Chairman of the Committee shall be elected by the Committee from among its Members.

اس کی وضاحت کچھ میرے دوست محمد سرور خان کاکڑ صاحب نے کر دی ہے اس کمیٹی کے ممبر اگر چاہتے ہیں تو اپوزیشن سے بھی چیئرمین بن سکتا ہے۔ اب یہ کمیٹی ممبران کا حق ہے لیکن صرف یہ کمیٹی کو پابند کرنا کہ وہ اپوزیشن سے چیئرمین چنے تو اس سے کمیٹی کے ارکان کے حق سے زیادتی ہوگی اور ساتھ ساتھ باقی آٹھ کمیٹیاں ہیں ان کا کیا بنے گا؟ ان کمیٹیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ پھر اگر کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ اپوزیشن آتی

نہیں ہے ایسی پیاری نیشنل گورنمنٹ ہوتی ہے سب ایک ہی چیز پر بیٹھے ہوتے ہیں تو پھر اس اکاؤنٹ کمیٹی کا کیا ہوگا؟ کیا آپ ایک علیحدہ ممبر جن کر لائیں گے جو اپوزیشن میں ہو تو میرا خیال ہے کہ یہ کمیٹی ممبران کا استحقاق ہے کہ آپس میں جو ممبر فیصلہ کریں وہ ٹریڈری چیز سے کسی کو بٹھا دیں چیئرمین اپوزیشن سے بنا دیں یہ ان کی مرضی ہے۔ اس وقت اس ترمیم کی ضرورت نہیں ہے اگر ممبر ترمیم کرتے ہیں کہ اگر جہاں بھی کمیٹی بنانے کے لئے ممبر چیئرمین چنتے ہیں اور اگر ہر کمیٹی کے لئے اپوزیشن سے ایک چیئرمین یا ممبر لینا ہے تو پھر ضروری ہوگا کہ اپوزیشن کے ممبر آٹھ ہوں آٹھ نو ارکان ہونے بھی ضروری ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ لمپسلیشن کے لحاظ سے بہتر نہ ہوگا اس کو کمیٹی کی صوابدید پر چلنا چاہئے کہ میجسٹری جو چاہے وہ اپنا چیئرمین منتخب کر لے۔

○ جناب اسپیکر۔ اس وقت جو ضابطے کی پوزیشن ہے یہ رول ۲۰ ک (۳) اس میں امینڈمنٹ آئی ہوئی ہے۔ جس کا حوالہ یہاں دیا جا رہا تھا اس کو میں پڑھتا ہوں پھر آپ دیکھ لیں کیا رائے دیتے ہیں؟

- 1) There shall be constituted by the Assembly as soon as may be a standing public accounts Committee for the duration of the Assembly.
- 2) There shall consist of seven members to be elected by the Assembly from its Members and the Finance Minister shall be ex-officio member, but the Finance Minister shall have no right of vote until he is an elected member of the committee. The quorum for the meeting of the committee shall be three members of the Committee.
- 3) Casual vacancies shall be filled by election as soon as possible after they accrued and any person elected to fill such a vacancy shall hold office for so long only as the person in whose place he is elected would have held office.
- 4) The Chairman of the Committee shall be elected by the Committee from among its members, in case of equality of votes on any matter, the Chairman shall have a second or casting vote.

تو اس وقت اس کی یہ پوزیشن ہے اب میں ترمیم لانا چاہتے ہیں اور اب اس ترمیم کے لئے آپ کی رائے کی ضرورت ہوگی۔

○ جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا ترمیم کو منظور کیا جائے۔ آپ ہاتھ اٹھا کر رائے دیں۔ (تحریک منظور کی گئی)

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب والا۔ مولانا صاحب مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔

- ڈاکٹر کلیم اللہ خان۔ جناب والا۔ میری تحریک التواء ہے میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔
- جناب اسپیکر۔ سوری یہ مس (Miss) ہو گئی ہے آپ اپنی تحریک التواء پیش کریں۔
- ڈاکٹر کلیم اللہ خان۔ جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے میں تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں کہ فوری نوعیت کا یہ مسئلہ جس میں ۱۱ نومبر سے تمام کاروبار بند رہے گا۔ جس میں عوام کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا اور بار بار چنگی کا ملکیت کے بنیاد پر وزیر اعلیٰ، وزیر بلدیات اور پارلیمانی گروپ کے وعدوں اور بیانات کے باوجود کچھ لوگوں کی ضد اور مفادات پر تمام عوامی خواہشات کو قربان کیا جا رہا ہے۔
- جناب اسپیکر۔ تحریک التواء جو پیش کی گئی یہ ہے کہ میں تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں کہ فوری نوعیت کا یہ مسئلہ جس میں ۱۱ نومبر سے تمام کاروبار بند رہے گا۔ جس میں عوام کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا اور بار بار چنگی کا ملکیت کے بنیاد پر وزیر اعلیٰ، وزیر بلدیات اور پارلیمانی گروپ کے وعدوں اور بیانات کے باوجود کچھ لوگوں کی ضد اور مفادات پر تمام عوامی خواہشات کو قربان کیا جا رہا ہے۔
- جناب اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب آپ کی ایڈمیٹبلٹی کے متعلق بات کریں صرف لیگلٹی کے متعلق بات کریں۔
- ڈاکٹر کلیم اللہ۔ جناب والا۔ چنگی کے متعلق تمام بڑے شہروں میں قانون رائج ہے کہ تمام پاکستان میں چنگی ملکیت کی بنیاد پر لی جاتی ہے اور حکومت وصول کر رہی ہے اور یہاں پر بلوچستان کی بد قسمتی یہ ہے کہ اتنے سالوں کی کوشش کے باوجود اس پر کوئی دھیان نہیں دیا گیا ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ بڑے مضبوط ہیں جو چنگی حاصل کرتے ہیں اور وہ اس کو نہیں ہونے دیتے ہیں۔
- جناب اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب آپ اس مسئلہ کے واقعات کی طرف چلے پڑے ہیں آپ اس کی Legality کے متعلق بات کریں۔
- ڈاکٹر کلیم اللہ۔ جناب والا۔ ان کی پر شیج سے عوام پر بہت اثر پڑتا ہے اور روز مرہ کی اشیاء سے گرانی زیادہ ہو جاتی ہے یہاں پر عوام کو تکلیف ہے اس کا اثر منگائی پر ہوتا ہے۔
- ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات)۔ جناب والا۔ اس سے پہلے بھی

ایک اجلاس ہوا ہے یہ فوری وقوع پذیر مسئلہ نہیں ہے اور اس کی ایڈ میزٹلی پر بات نہیں ہو رہی ہے۔

○ ڈاکٹر کلیم اللہ۔ جناب والا۔ کل سے ہڑتال ہو رہی ہے اور کل اس کے لئے نئی پوزیشن ہو رہی ہے اس لئے ضرورت ہے چونکہ کل کی ہڑتال مشکلات کا باعث ہو گا کل ہڑتال ہے اور کل اسمبلی بھی نہیں ہے لہذا یہ فوری عوامی اہمیت کا مسئلہ ہے۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ اس کی وجوہات اور بحث بعد میں کریں پہلے یہ بتائیں کہ یہ تحری التواء کے زمرے میں آتی ہے؟

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فوری اہمیت کا مسئلہ نہیں ہے یہ بہت عرصہ سے چلا آرہا ہے اور میرے خیال میں جہاں تک اس مسئلہ کی موجودہ پوزیشن کا تعلق ہے تو اس کے متعلق وزیر بلدیات اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ سردار ثناء اللہ زہری صاحب اس کے متعلق بہتر بتا سکتے ہیں وہ بتائیں گے۔

○ سردار ثناء اللہ زہری۔ (وزیر بلدیات)۔ جناب اسپیکر۔ یہ جو تحریک التواء چنگلی کے سلسلے پر ہے یہ حال ہی میں وقوع پذیر مسئلہ نہیں ہے لیکن میں اس پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔ جناب اسپیکر۔ جس طرح تاجر برادری اور چند دیگر لوگ میونسپلٹی کو تباہ و برباد کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی من مانی کے بعد یا کسی ذریعے اس حکومت کو بلیک میل کریں اور ہم۔۔۔۔۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ واقعات کی طرف آئیں۔

○ وزیر بلدیات۔ میں واقعات کی طرف آرہا ہوں، پلیز مجھے بولنے دیں۔

○ جناب اسپیکر۔ اس کی قانونی حیثیت کے متعلق۔۔۔۔۔

○ وزیر بلدیات۔ قانونی حیثیت اس کی یہ ہے۔۔۔۔۔ کہ مجھے ذرا وضاحت سے بولنے دیں تو جناب میں کہہ رہا تھا کہ اس حکومت کو بلیک میل کریں گے اور اس کو سڈ شمر کو۔۔۔۔۔ ویسے بھی یہ کھنڈرات میں تبدیل ہو رہا ہے اس کو وہ مزید کھنڈرات میں تبدیل کریں گے۔ جناب اسپیکر۔ اگر آج آپ اس کو منظور کریں گے تو میں یہ سمجھوں گا آج آپ کی چنگلی جو ہے گیارہ کروڑ تیس لاکھ روپے۔۔۔۔۔

- جناب اسپیکر۔ یہ تو پھر واقعات۔۔۔ جی لاء منسٹر صاحب آپ۔۔۔
- وزیر بلدیات۔ جناب ویسے اس پر بات چیت ہو رہی ہے۔ ہم نے کمیٹی بٹھائی ہے وہ اپنی رپورٹ جلد از جلد دے دے گی۔
- جناب اسپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب
- وزیر بلدیات۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں آپ کو بتا دوں، میں اس اسمبلی کے فلور پر بھی کہہ رہا ہوں کہ میں کسی کی بلیک میلنگ میں نہیں آؤں گا۔ میں اپنے دور میں میونسپل کارپوریشن کو ختم ہونے نہیں دوں گا اور اس طرح کا کوئی آرڈر نہیں کروں گا۔
- جناب اسپیکر۔ جی لاء منسٹر صاحب؟
- وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب اسپیکر۔ جیسا کہ متعلقہ وزیر نے بتایا ہے ہماری معلومات میں بھی تھی کہ ایک کمیٹی بٹھائی گئی تھی اس مسئلہ کو Study کرنے کے لئے اور دیکھنے کے لئے اور اپنی سفارشات دینے کے لئے اور میرے خیال میں کہ اس کمیٹی نے اب تک اپنا کام پورا نہیں کیا اور شاید چند روز تک اس کی رپورٹ آئے گی اور ویسے یہ معاملہ ایک سال سے چل رہا ہے اور حکومت کے زیر غور ہے اور کینیٹ میں بھی ڈسکس ہو چکا ہے ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے جس کی Intervention کی ہمیں یہاں ضرورت ہے۔
- جناب اسپیکر۔ اس تحریک التواء کو خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔
- مسٹر عبد الحمید خان اچکزئی۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ اس کے متعلق یہاں پر وزیر بلدیات صاحب کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب اس کی یقین دہانی کرا چکے ہیں۔
- جناب اسپیکر۔ اس کام میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔
- ڈاکٹر کلیم اللہ خان۔ وزیر بلدیات نے اور وزیر اعلیٰ صاحب اس کی کئی بار یقین دہانی کرا چکے ہیں۔ اخبارات میں بھی یہ بات آچکی ہے اور آج مجھے یہ سن کو بڑا دکھ ہوا کہ وزیر بلدیات صاحب اس کی نفی کر رہے ہیں وزیر اعلیٰ صاحب چار پانچ دفعہ اس کی یقین دہانی کر چکے ہیں۔ انہوں نے پہلے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہمہ سینے کے

بعد جب اس کی نیلامی ہوگی اس کے بعد آپ لوگوں کو وہ کی جائے گا۔ چھ مہینے گزرنے کے بعد سے یہ مسئلہ چلا آ رہا ہے اور اس پر بحث مباحثہ ہو رہا ہے مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ چھ مہینے، آٹھ مہینے اور دس مہینے سے ابھی تک کیوں فیصلہ نہیں دیا؟

○ جناب اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب آپ۔۔۔ (مداخلت)

○ ڈاکٹر کلیم اللہ خان۔ پارلیمانی پارٹی کے ۳۲ ممبروں نے اس کے۔۔۔۔۔

(اس موقع پر مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی اور ڈاکٹر کلیم اللہ نے واک آؤٹ کیا)

○ جناب اسپیکر۔ تحریک التواء سے متعلق فیصلہ ہو گیا ہے۔ آج دو تحریک التواء آئی ہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ اس لئے یہ ہاؤس میں نہیں آسکتی ہے ایک تحریک التواء میر محمد عاصم کرد صاحب کی

ہے کلرکوں کے ہڑتال کے متعلق اور ایک تحریک التواء کچھول علی صاحب کی ہے کیونکہ ایک صاحب نے دس

بجگہ پانچ منٹ پر اور دوسرے صاحب نے دس بجگہ تیس منٹ پر دی ہے لہذا یہ دونوں تحریکیں آج کی کارروائی

میں نہیں آسکتی ہیں۔ میر محمد عاصم کرد صاحب قرارداد نمبر ۵۴ پیش کریں۔

○ میر محمد عاصم کرد۔ جناب اسپیکر۔ یہ تحریک التواء نازک مسئلہ پر ہے آپ اسے۔۔۔۔۔

○ جناب اسپیکر۔ اس پر جی فیصلہ ہو گیا ہے آپ اپنی قرارداد نمبر ۵۴ پیش کریں۔

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ عرض یہ ہے کہ اس اسمبلی کا بیٹھ سیشن کرنے کا جو طریقہ کار ہے تو

وہ یہ ہے کہ جس دن تحریک استحقاق۔۔۔۔۔ (مداخلت)

○ میر محمد عاصم کرد۔ جناب اسپیکر۔ آپ نے مجھے پڑھنے کی رولنگ دی ہے۔ آپ نے اسے بولنے کا

نہیں کہا ہے۔

○ وزیر مواصلات و تعمیرات۔ میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے تحت پہلے

اسمبلی میں تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے اور پھر تحریک التواء پیش ہوتی ہے اور اگر بعد میں اگر غیر سرکاری دن

ہو اس دن جو قراردادیں ہوتی ہیں لیکن آج ہماری اسمبلی میں کچھ ایسا دکھائی دے رہا ہے کہ پہلے ایک دفعہ

قرارداد مذمت پیش ہوئی پھر اس کے بعد سوالات ہوئے پھر اس کے بعد قانون میں ترمیم کرنے کی تحریک پیش

ہوئی حالانکہ قانون میں ترمیم پیش کرنے کا طریقہ تحریک التواء کے بعد پیش ہونی چاہئے۔

○ جناب اسپیکر۔ جی۔ آپ نے فرمایا میں صحیح کرتا ہوں آپ کی جہاں تک تحریک مذمت کا تعلق ہے وہ اپنی Proper جگہ پر آیا ہے یہ جو تحریک تھی میرے ہاویوں صاحب کی وہ تحریک التواء سے پہلے آئی ہے یہ بات آپ کی درست ہے کہ اس کے بعد آئی چاہئے تھی یہ میرے ذہن میں نہیں۔۔۔ وہ دو جو تحریکیں تھی ان کو میں نے ٹائم بار۔۔۔ میرے ذہن میں یہ تحریک التواء نہیں تھی۔

○ جناب اسپیکر۔ عاصم صاحب قرارداد نمبر ۵۴ پیش کریں۔

قرارداد نمبر ۵۴

○ میر محمد عاصم کرو۔ جناب اسپیکر۔ آپکی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مختلف صوبوں سے ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ۱۲۰ آفیسرز میں سے بعض آفیسروں کو واپس ان کے صوبوں میں بھیجنے کے احکامات کے سابقہ صوبائی حکومت نے جاری کئے تھے لیکن موجودہ حکومت نے ان آفیسروں کو واپس لے لیا ہے۔ لہذا ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے مذکورہ آفیسروں کو اپنے صوبوں میں واپس بھیجا جائے اور ڈیپوٹیشن کا سلسلہ بھی بند کیا جائے۔

○ جناب اسپیکر۔ قرارداد نمبر ۵۴ جو پیش کی گئی یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مختلف صوبوں سے ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ۱۲۰ آفیسرز میں سے بعض آفیسروں کو واپس ان کے صوبوں میں بھیجنے کے احکامات کے سابقہ صوبائی حکومت نے جاری کئے تھے لیکن موجودہ حکومت نے ان آفیسروں کو واپس لے لیا ہے۔ لہذا ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے مذکورہ آفیسروں کو اپنے صوبوں میں واپس بھیجا جائے اور ڈیپوٹیشن کا سلسلہ بھی بند کیا جائے۔

○ میر محمد عاصم کرو۔ جناب اسپیکر۔ جب دن یونٹ ٹوٹا تو طے پایا گیا تھا کہ جتنے ملازمین ہیں جو دیگر صوبوں میں کام کرتے ہیں اور ڈیپوٹیشن پر ہیں ان کو ان کے صوبوں میں واپس جانا چاہئے اس کے بعد سندھ سے ہمارے بھائی آئے تھے اور پنجاب سے آئے تھے وہ واپس چلے گئے مگر صوبہ سرحد اور بلوچستان میں چونکہ اس دور میں نیشنل عوامی پارٹی اور جمیعت العلماء اسلام کی مخلوط حکومت تھی اس وجہ سے ان کو یہاں رہنے دیا گیا اس وقت ہمارے پاس انجینئروں کی بھی کمی تھی اور تعلیم بھی اتنی یہاں نہیں تھی اب جو مسئلہ پیش آیا ہے کہ بیس سالوں میں ہمارے بچے جو ہمارے بھائی بے روزگار ہیں بے روزگاری یہاں ایک نہایت دہاء کی صورت میں

پھیلی ہوئی ہے جو ہمارے صوبہ سرحد کے جو یہاں ڈپوٹیشن پر ہیں ان کو واپس بھیجا جائے کیونکہ یہاں ہمارے بے روزگار ہیں ان کو کام کرنے کا موقع دیا جائے اور آئندہ بھی جو ڈپوٹیشن کا سلسلہ ہے چونکہ اس وقت یہاں کی تھی اور یہاں تعلیم نہیں تھی۔ میرے خیال میں ابھی اس کی ضرورت نہیں رہی اب اس سلسلے کو بند کیا جائے۔

○ میر محمد اسلم بزنجو۔ وزیر محنت و افرادی قوت۔ جناب اسپیکر صاحب۔ عاصم کو صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے میں دیگر تمام اراکین سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کو منظور کر لیں کیونکہ یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے جہاں تک بے روزگاری کا تعلق ہے پورا ملک اس کی لپیٹ میں ہے اور خصوصاً بلوچستان میں جو ہمارے پڑھے لکھے نوجوان ہیں آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ سارا دن سکرپٹ اور چیف منسٹراؤس میں گھومتے ہوئے نوکری کی تلاش میں ہیں۔ جناب یہ جو ایک سو ساٹھ صاحبان جو ہمارے پاس اس وقت Deputation پر آئے ہیں ڈپوٹیشن پر آنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ آدمی اور وہ انجینئر یا ٹیکنکل جو ہمارے صوبے میں مہیا نہ ہو سکیں وہ باہر سے منگوائے جائیں، لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ پندرہ اور بیس سالوں سے یہاں پر کام کر رہے ہیں اس ایوان سے گزارش ہوگی کہ وہ اس قرارداد کی حمایت کریں اور میں آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کے پاس ہونے کے بعد آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس قرارداد پر عمل درآمد کریں کہ تاکہ وہ لوگ اپنے صوبے میں چلے جائیں اور جو جگہیں خالی ہوں، اس پر صوبہ بلوچستان کے بے روزگار تعینات ہوں یا آپ کے حوالے سے میں اس ایوان سے پھر گزارش کروں گا کہ وہ اس قرارداد کی حمایت کریں کیونکہ یہ بلوچستان کا ایک اہم مسئلہ ہے۔

○ وزیر بلدیات۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ —

○ جناب اسپیکر۔ ثناء اللہ صاحب جمالی صاحب آپ سے پہلے کھڑے ہیں۔

○ میر جان محمد خان جمالی۔ وزیر ایس اینڈ جی ڈی اے جناب میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں اس ایوان میں اس قرارداد کے بارے میں ایوان کو آپ کے توسط سے مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ ایک سال سے ہم نے ان لوگوں کے لئے کوشش کی کہ حکومت سرحد ان کو واپس لے وہاں سے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملا۔

○ میر محمد عاصم کرد۔ جناب اسپیکر۔ میرے خیال میں ایک کمیٹی سے وہاں سرحد میں بیس پچیس آدمیوں نے Joifing Report بھی دی تھی۔

○ جناب اسپیکر۔ آپ ان کی بات مکمل ہونے دیں اس کے بعد بولیں۔

○ وزیر ایس اینڈ جی ڈی اے۔ جناب اسپیکر۔ جب میں اپنی بات مکمل کروں گا تو وہ کہیں گے کہ میں نے ان کے حق میں ہی بولا ہے تو جناب کو شش کی گئی کچھ ان میں سے ۱۹۵۷ء چونکہ اس صوبے میں دن پونٹ تھا وہ لوگ یہاں کام کر رہے تھے، ہم نے انسانی ہمدردی کی کوشش کی کہ حکومت سرحد ان کو واپس لے لے انہوں نے واپس لینے سے انکار کر دیا ابھی ایک سال سے کوشش ہوتی رہے پھر بھی ان کو ان کے صوبے نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ دوسری بات اس وقت جب جمعیت العلمائے اسلام اور لہب کی حکومتیں برخاست کی گئیں بلوچستان میں گورنر راج آیا اور فرٹینر میں بھی گورنر راج آیا۔ جام میر غلام قادر (مرحوم) صاحب نے بھی اس دوران کوششیں کی ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۷ء میں کوششیں ہوتی رہیں کہ یہ Deputationist واپس چلے جائیں۔ ۱۹۷۷ء سے لے کر ۱۹۸۵ء تک مارشل لاء رہا اس دوران ان میں سے بہت سے ملازمین نے ڈومیسائل لے لیا۔ یہ میں ایوان کے لوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس مارشل لاء کے دور میں کیا ہوا، آٹھویں ترمیم آچکی ہے کہ اس کے بعد مارشل لاء جو بھی چیز تھی انہیں جائز قرار دیا گیا۔ اس میں بھی ہم بحث نہیں کر سکتے لیکن میں ذاتی طور پر قرارداد کی مخالفت اس لئے نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا جو اخلاقی فرض بنتا تھا ان ملازمین کے لئے جنہوں نے تیس تیس سال اس خطے میں خدمت کی تھی ان کے لئے ہم نے کوششیں کی لیکن ان کو اپنا گھر ہی تسلیم نہیں کر رہا، نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ اس کے باوجود ہم نے کوششیں کیں اس ایوان کو مطلع کرنا چاہتا ہوں ادھر سے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ اس وقت ان میں سے سب سے جو نیئر ۱۹۷۰ء کے ہیں اور سب سینئر ۱۹۵۵ء کی سرورس میں ان کی ہیشن بھی بنتی ہے۔ سارے ایوان کے سامنے اس چیز کی وضاحت کر رہا ہوں۔

○ سردار ثناء اللہ خان زہری۔ (وزیر ہلدیات)۔ جناب اسپیکر۔ میں آپ کے توسط سے جان جمالی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں جو کہ وہ کہہ رہے تھے کہ ان کو ان کا گھر قبول نہیں کر رہا ہے تو پھر آپ اس سلسلے میں کیا کر رہے ہیں؟ ان کو اسی صوبے کے اوپر تھوپ دیں گے یا کہیں اور ایڈجسٹ کریں گے؟

○ وزیر ایس اینڈ جی ڈی اے۔ جناب اسپیکر۔ میں نے صرف وضاحت کر لی میں اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں کر رہا۔

○ سردار ثناء اللہ خان زہری۔ (وزیر ہلدیات)۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ میر محمد عاصم کو

صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے کہ ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے دوسرے صوبوں کے افراد کو واپس ان کے اپنے صوبوں کو بھیجا جائے۔ تو میں اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور صوبائی گورنمنٹ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سرحد گورنمنٹ کو مجبور کریں کہ وہ ان افراد کو لے لیں۔ جناب اسپیکر۔ میری اس ایوان سے بھی درخواست ہے کہ اس قرارداد کو بھاری اکثریت سے منظور کیا جائے اور اس پر عمل درآمد کرنا صوبائی گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کیونکہ یہاں پر کافی قراردادیں پاس ہوئیں لیکن ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا تو جناب اسپیکر۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ذمہ دار قرارداد پاس ہوگئی تو اس پر عمل درآمد آپ کو آئیں۔

○ میر محمد اسلم بزنجو۔ (وزیر محنت)۔ جناب اسپیکر۔ جان جمالی صاحب نے جو تاثر دیا وہ یہ تھا کہ وہ صرف چند انجینئرز ہیں جو صوبہ سرحد کے ہیں اور ۱۹۵۵ء سے یہاں کام کر رہے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ۲۰ ہیں یا اس سے زیادہ جو اعداد و شمار میر محمد عاصم کو دے لئے ہیں شاید اس میں غلطی بھی ہو لیکن اس میں پنجاب کے لوگ بھی ہیں، سندھ کے بھی، ہم لوگوں کا مقصد صرف یہ نہیں کہ انجینئرز چلے جائیں بلکہ ہم لوگوں کا مقصد ہے کہ جو بھی ڈیپوٹیشن پر آیا ہے اسے واپس بھیجا جائے۔ چاہے ان کا تعلق پنجاب سے ہو، فریڈیا یا سندھ سے، لہذا ان سب کو بھیجا جائے۔

○ مسٹر کچکول علی۔ جناب اسپیکر۔ جیسا کہ دوستوں نے فرمایا کہ ہمارے صوبے میں بہت تعلیم یافتہ نوجوان بے روزگار ہیں۔ میرے خیال میں اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ دوسری طرف جان جمالی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بہت کوششیں کی اور ان میں سے اکثر نے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ لے لئے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جناب اسپیکر۔ کوئی آدمی اپنے صوبے سے آکر کسی دوسرے صوبے میں اپنی خدمات انجام دے لیکن اس کی بنیادی تعینات ہوگی وہ اس کے اپنے صوبے میں، ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ڈیپوٹیشن یہ الائنمنٹ پر نہیں۔ اگر یہ الائنمنٹ پر ہوتے تو تب ہم کہتے کہ ان کی وہاں نہ کوئی جگہ ہے اور نہ کوئی ان کو وہاں Accommodate کرنے کے لئے کوئی تیار ہے تو انسانیت کی بنیاد پر ان کے اس مسئلے پر غور کرتے چونکہ ان کے Appointment آرڈر ہوئے ان کے اپنے صوبوں میں چاہے پنجاب ہو سرحد یا سندھ وہ وہاں ہو چکی ہے۔ یہاں اس گورنمنٹ کی درخواست پر آئے کیونکہ اس وقت ایجوکیشن یا کسی اور فیلڈ کے آدمی دستیاب نہیں تھے تو وہ یہاں آئے اب چونکہ اس فیلڈ میں ہمارے اپنے صوبے میں آدمی موجود ہیں اور ہمارے تعلیم یافتہ بے روزگار پھر رہے ہیں تو یہ کوئی مناسب بات نہیں حالانکہ سابقہ گورنمنٹ نے انہیں واپس بھیج دیا ان کے اپنے صوبے کو

اس کے بعد جب موجودہ گورنمنٹ بنی تو اس نے کسی کو اعتماد میں لینے بغیر یک لخت انہیں واپس رکھا جب کہ انہیں رکھنے کا کوئی جواز نہیں بننا۔ ان کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کے حقوق کافی متاثر ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اس گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہاں کے مقامی باشندوں کو روزگار فراہم کرے کیونکہ ان کی نگاہیں اس ایوان پر ہیں اگر آپ لوگ پوسٹ Create نہیں کر سکتے تو وہ جو پوسٹیں موجود ہیں اور جن پر باہر کے لوگ ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں۔ یہ کوئی سخاوت نہیں بلکہ یہاں کے لوگوں کے ساتھ سراسر ناانصافی اور زیادتی ہو اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

○ مسٹر جعفر خان مندوخیل۔ (وزیر تعلیم)۔ جناب اسپیکر۔ میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ یہ ایک ملک ہے اور ایک پاکستان ہے جو لوگ یہاں ۳۵، ۴۰ سال سے یہاں رہ رہے ہیں انہوں نے یہاں اپنے خاندان بنائے۔ انہوں نے یہاں دوستیاں بھی کی، ان کی اولاد تک یہاں ملازمت اختیار کر چکی ہے۔ یہ ایک انتہائی تنگ نظری کی بات ہوگی کہ ہم ان کو اس اسٹیج پر واپس بھیج دیں کہ انہیں Maximum ۲۱ سال سے ۲۵ سال یہاں گزارے ایک لائف ٹائم ہے میرے خیال میں چند ہی سالوں میں یہ لوگ ریٹائر ہو گئے۔

○ میر عاصم کرد۔ جناب اسپیکر۔ میں آپ کے توسط سے معزز رکن کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ اس وقت ڈیپوٹیشن پر آئے تھے۔

○ مسٹر جعفر خان مندوخیل۔ (وزیر تعلیم)۔ جی۔ آپ درست فرما رہے ہیں کہ یہ ڈیپوٹیشن پر آئے تھے لیکن انہوں نے یہاں ایک لائف گذاری۔ جس نے ۲۵ سال یہاں گزارے ہوں اور آج کل حساب سے ۲۵ سال Part of Life ہوتا ہے تو آج اگر آپ ان کو بھیج دیں پنجاب، فرٹینرز، کرد صاحب نے تو خصوصی طور پر صوبہ سرحد کا تین چار مرتبہ نام لیا۔ وہ صرف صوبہ سرحد والوں کو بھیجنے کے حق میں ہیں کیونکہ انہوں نے متواتر صوبہ سرحد کا نام لیا جیسے کہ اسلم بزنجنے کا کہ تمام صوبوں کے ڈیپوٹیشن کو بھیجا جائے۔

○ میر محمد عاصم کرد۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔ اس وقت بلوچستان اور صوبہ سرحد میں نیپ اور جمیعت العلماء اسلام کی مخلوط حکومت تھی اس وجہ سے یہ لوگ یہاں رہ گئے ان کا کتنا بالکل غلط ہے کہ میں نے صرف صوبہ سرحد کا نام لیا ہے۔

○ جناب اسپیکر۔ جناب عاصم صاحب آپ کی کلیری کیشن کے لئے بعد میں ٹائم دیا جائے گا آپ ان کی تقریر سن لیں آپ نے تو اپنی تقریر مکمل کر لی۔

○ جعفر خان مندوخیل - (وزیر تعلیم)۔ جناب وہ پھر اسمبلی کے ریکارڈ چیک کریں کہ آپ نے صوبہ سرحد کا نام لیا ہے کہ نہیں۔ اس بات پر مجھے افسوس ہے کہ آپ صرف صوبہ سرحد کا نام کیوں لیتے ہیں۔ انہوں نے آپ کو کیا تکلیف دی ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک لائف یہاں گزارا ہے۔ ان میں سے اکثر رٹائرمنٹ کی حد تک پہنچ گئے ہیں۔ اس وقت وہ ڈیپوٹیشن پر ہیں لیکن ہمارے لوگ بھی ڈیپوٹیشن پر جاتے ہیں۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے بہت سے لوگ آزاد کشمیر اور پنجاب جاتے ہیں یہ تو سلسلہ جاری ہے۔ جنہوں نے ۲۶ سال اور ۲۵ سال تک یہاں ملازمت کی ہیں اس وقت یہ ایک انتہائی تعصب کی بات ہوگی کہ اگر ہم ان کو واپس بھیج دیں جنہوں نے یہاں گھر بنایا، دوستیاں کیں، یہ تو سیدھا سادہ ان کو نکالنے والی بات اور اس کا نتیجہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں جب ٹیچروں کو ہم نے زبردستی نکالا آج تک محکمہ تعلیم اس کی سزا بھگت رہا ہے اور تعلیم کا معیار دن بہ دن گرتا جا رہا ہے میں اس بناء پر اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔

○ میر محمد اسلم بزنجو۔ (وزیر محنت)۔ جناب اسپیکر۔ جعفر خان مندوخیل صاحب نے جیسا فرمایا کہ پاکستان ایک ملک ہے وہاں کے لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اگر بلوچستان یا کسی بھی صوبے میں ملازمت اختیار کریں میں جعفر خان سے یہ سوال کرتا ہوں اگر ایک ملک ہے بلوچستان اس کا صوبہ ہے تو وزارت افرادی قوت نے پچھلے دنوں آپ نے دیکھا سینٹ میں یہ بیان دیا تھا کہ پینتیس ہزار پاکستانی بیرونی ملک بھیجے گئے، لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا بلوچستان پاکستان کا صوبہ نہیں ہے یہاں سے ایک آدمی نہیں بھیجا گیا ہے اور کبھی بھی ہمارے مندر نے یہ تکلیف گوارا نہیں کی کہ دوسرے صوبوں کے وزیروں کو بلا کر ایک میٹنگ کریں ہم ایک دوسرے کی ابھی تک شکل نہیں جانتے ہیں کیا یہ انصاف ہے؟

○ جناب اسپیکر۔ جی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب

○ مولانا عصمت اللہ - (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات)۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ جناب اسپیکر صاحب۔ جو قرارداد پیش ہوئی اس کے مختلف پہلو ہیں ایک یہ ہے کہ اس وقت بلوچستان کی ضرورت تھی اور بلوچستان نے دیگر صوبوں سے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اہل لوگوں کو بلا لیا وہ بلوچستان کی ضرورت پوری کرنے کی بنیاد پر آئے اور بلوچستان کی طویل مدت تک خدمت کی اب اس انداز سے کہ اب ہماری ضرورت نہیں رہی آپ کو مشکلات بھی ہوں۔ آپ نے جانا ہے آپ اس پوزیشن میں نہیں آپ نے ابھی جانا ہے یہ میرے خیال میں بلوچستان کی حکومت کی تنگ نظری کی دلیل ہوگی یہ مناسب نہیں ہے ایک دوسری

ہاں یہ ہے کہ اس کا بنیادی حل یہ نہیں ہے کہ دیگر صوبوں سے جو لوگ آئے ہیں وہ ہم ذہن سے نکال لیں ہم نے کئی مرتبہ اس فلور کے توسط سے گورنمنٹ— (مدافعت)

دوسری بات یہ ہے کہ بنیادی حل یہ ہے ہم نے کئی مرتبہ اس فلور سے اور حکومت بلوچستان سے اور بلوچستان میں جو سیاسی پارٹیاں ہیں ان سے میں نے کئی مرتبہ عرض کی ہے کہ بلوچستان کی بنیادی ضرورت علم اور اہلیت ہے بلوچستان کے لڑکوں کو بلوچستان کے بچوں کو مستقبل کے لئے صحیح تعلیم سے آراستہ کریں تو دیگر لڑکوں کو ہمیں ضرورت نہیں پڑتی ہے ایسا نہ ہو کہ جیسے کہ ہم نے ٹیچر نکال دیئے اب اس پالیسی کی وجہ سے ہمارا حشر یہ ہوا کہ ہمارے لڑکے کتاب سے نقل نہیں جانتے ہیں یہ ایک لحاظ سے بے روزگاری کا مسئلہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے بہت سے نوجوان بے روزگار ہیں لیکن ہم نے رواداری کا ثبوت دینا ہے اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد ہم نے ان لوگوں کی مشکلات کو بھی دیکھنا ہے اگر ہم یہ مسئلہ اس حد تک چھوڑیں یہ جو آفیسرز اس وقت یہاں کام کر رہے ہیں ان کو ہم یہاں رہنے دیں گے اور بلوچستان حکومت اور بلوچستان کے نمائندے ہیں وہ بلوچستان کے تعلیمی ماحول کو سدھاریں اور اپنے بچوں کو صحیح تعلیم سے نوازیں تو یہ نوبت کبھی نہیں آئے گی کہ دیگر صوبوں سے ڈیپوٹیشن پر لوگ لے لیں، بنیادی حل اس کا یہ ہے کہ ہم تعلیم پر توجہ دیں اور ہم اپنے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں یہ آفسر جو ہمارے ہاں موجود ہیں ایک لحاظ سے ان کا حق بھی بنتا ہے کہ انہوں نے طویل عرصے تک بلوچستان کی خدمت کی اور بلوچستان کی ان حالات میں خدمت کی جبکہ ہم محتاج تھے ہمارے پاس اہل لوگ نہیں تھے تو میرے خیال میں یہ ایک اہم معاملہ ہے اس کی ہم پوری طور پر حمایت کر سکتے ہیں کہ فوری طور پر ہم یہ کہیں کہ اس کا نکالا جائے اس مسئلہ کا غور سے جائزہ لیا جائے اس کے نتائج کیا ہونگے؟ ہمارے اور دیگر صوبے کے تعلقات کے بارے میں کیا اثر پڑے گا اور کیا اب ہم خود کفیل ہیں یا نہیں؟ یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ ڈگری حاصل کرنے کی حد تک تو ہم خود کفیل ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بہت سی ہماری اسکیمات اس لئے فیل ہوئی ہیں کہ ہمارے پاس انجینئر نہیں اسکیمات انہوں نے بنائی ہیں Estimates بنائے ہیں لیکن مکمل ہونے کے بعد اسکیم فیل ہو جاتی ہیں۔ ہمارے پاس اب بھی اگر گستاخی نہ ہو اس میں یہاں کے لوگ نہیں ہیں کہ ہم یہ کہیں کہ خود کفیل ہیں، گزارش یہ ہے۔

○ سردار ثناء اللہ زہری۔ (وزیر بلدیات)۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر صاحب۔ سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے کہا کہ فراڈ کی بات ہے بلوچستان والے فراڈل ہیں ہمیشہ ہم نے فراڈ کی ہے لیکن ہم نے اپنے بچوں کا کیا کریں ان کی بھی تومائیں ہیں، بہنیں ہیں، ان کو پتہ نہیں کہ ان کو کس طریقے

سے پڑھایا گیا ہے ان کے والدین نے زمینیں بیٹی ہیں اس آسرے پر کہ میرا بیٹا انجینئر بنے گا، میرا بیٹا کہیں اور لگے گا تو میرے بڑھاپے کا سارا ہوگا۔ اب وہ ڈگریاں ہاتھ میں لئے پھر رہے ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کوئی ان کی بات کو سننے والا نہیں ہے تو اگر آپ ان کو ادھر رہنے دیتے ہیں تو آپ حکومت سرحد سے حکومت پنجاب سے حکومت سے سندھ سے یہ ریکوسٹ کریں کہ ہمارے ان بچوں کو لے جائیں، وہاں ان کو نوکریاں دے دیں ابھی ہم تو پھنسے ہوئے ہیں ہم کیا کریں؟ ہمیں تو لوگ آکے پکڑتے ہیں ہمیں کہتے ہیں تو اس پر ہم کہتے ہیں کہ یہ Serious مسئلہ ہے اس کو اسمبلی کے فلور پر حل کریں تو بہتر ہوگا۔

○ مولانا عبدالغفور حیدری۔ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)۔ جہاں تک عارضی طور پر منگوائے گئے آفسروں کا تعلق ہے جیسے مولانا صاحب نے وضاحت کی اور جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اب کا مسئلہ نہیں ہے کہ پنجاب سے آئے ہیں سرحد سے آئے ہیں یا سندھ سے آئے ہیں تو اب ہم ان کو پوری طور پر بھیجیں اگر اس طرح نہیں ہو سکتا تو پھر وہ بھی ہمارے بندے لے لیں یہ کافی پرانا مسئلہ ہے اگر ہم ان کو نکال بھی لیں تو بھی ہمارے بچے برسر روزگار نہیں ہو سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ اتنا ہی بڑھ گیا ہے کہ اب تو سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں تعلیم یافتہ بچے ہیں اور تعلیم یافتہ لوگ ہیں لیکن ان کو روزگار میسر نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے سخت وقت میں ہماری اس حد تک خدمت کی ہے صوبے کی خدمت کی ہے ٹھیک ہے، ظاہر ہے کہ مراعات انہیں بھی ملی ہوگی اس سے انکار نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کو بھیجا جاتا ہے تو بھی باعزت طور پر ایسا اہتمام کیا جائے کہ وہ بہر حال اپنے علاقوں میں اپنے صوبے میں جاتے ہیں تو بھی ان کا ایسا بندوبست ہو جائے کہ وہ باعزت طور پر جائیں اور یہاں ہم ان کو رکھیں اور نہ وہاں ان کو لیں تو حقیقت میں جنہوں نے جو خدمت کی ہے یعنی ان خدمات کو ہم فراموش کر کے اور اس طرح کی جلد بازی سے اور بھی مسئلہ بن جائے اور ان کو ایک قسم کا دکھ ہو کہ بلوچستانیوں نے ہمارے ساتھ ایسا طریقہ اختیار کیا۔ اتنی ہم نے خدمت کی اور خدمت کا صلہ ہمیں یہ دیا جا رہا ہے کہ یہاں یہ صوبہ نہ ہمیں قبول کر رہا ہے اور نہ یہاں پہ چھوڑا جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے انتہائی غور و فکر کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔

○ مسٹر سچکول علی۔ جناب اسپیکر صاحب۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ معزز ارکان ڈیپوٹیشن ہی کو سمجھیں کہ وہ کیا ہے ہم یہ صحیح سے کہہ رہے ہیں کہ یہ جو ملازم ہے یہ انہی صوبہ جات کے ہیں چاہے سندھ کے ہیں چاہے

سرحد کے ہیں چاہے پنجاب کے ہیں ہم کہتے ہیں کہ جن صوبوں نے یہاں آدمی بھیج دیئے ہیں سر میں اس کی مثال آپ کو دوں گا کہ ہمارا سابقہ کمشنر میرے خیال میں پنجاب سے یا سرحد سے آیا تھا۔ ہمارا ڈی سی جو سندھ یا پنجاب سے لیا گیا تھا جب ڈپوٹیشن پر تھے وہ خود ہی وہاں چلے گئے ہم کہتے ہیں کہ ان کی نوکری کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم لوگوں نے اپنے کو اتنا کمزور سمجھا ہے کہ ہم انہیں لیٹر لکھ رہے ہیں کہ جی اپنے بندوں کو لیں حالانکہ ان ملازمین کے قانوناً بھی حقوق ہیں وہ کس طرح انہیں نہیں لے رہے ہیں، ان کے اپنے صوبے ہیں۔

○ ملک سرور خان کاکڑ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات)۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر۔
اب تو سب ممبران نے اظہار خیال کر لیا ہے۔ ہم بھی اس ایوان کے ممبر ہیں اور ہم بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں اگر آپ اجازت دیں؟

○ جناب اسپیکر۔ جی۔ بہت تقریریں ہو چکی ہیں چلیں جی سرور خان

○ ملک سرور خان کاکڑ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات)۔ جناب اسپیکر۔ میں اس قرارداد پر جو عام کر صاحب نے پیش کی ہے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کو اور دن کے لئے Defer کر دیں تاکہ ہم آپس میں بیٹھ کر اس کے بارے میں ایک متفقہ لائحہ عمل اختیار کر سکیں کیونکہ اس قرارداد میں جو بات انہوں نے پیش کی ہے اس سے ہم بعض ممبران کا اختلاف بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پچھلے دنوں بھی اسی قسم کے جذبات میں انہوں نے تقریباً ۳۲ یا ۳۳ Overseas جو ہمارے سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے تھے (S.D.O's) اپنی پوسٹوں سے الگ کیا اور پھر کوشش کی کہ ان کو واپس صوبہ سرحد بھیجا جائے لیکن ہماری نئی حکومت جب یہاں وجود میں آئی تو پھر اس حکومت نے آفسوں کو صوبہ سرحد بھیجنے کی اپنی کوشش کی اور اب بھی کر رہی ہے پہلے بھی کر رہی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو بے روزگار ہونے سے بچانے کے لئے ان کو صرف تنخواہیں دی ہیں اور ان کو کوئی پوسٹ نہیں دیا گیا ہے۔ میرے خیال میں ان لوگوں نے اس صوبے کی بڑی خدمت کی ہے اور ہمارے کر صاحب جو ہیں ہمارے بلوچ بھائی جو بڑے فرائڈل اور حوصلہ مند اور اچھے لوگوں میں سے ہیں۔ اس کے ساتھ انہیں یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ چند آفسوں کے بارے میں ہمیشہ تنگ نظری سے کام لیں یہ ہمارے صوبوں میں یا حکومت کے درمیان اس قسم کی چیزیں چلتی رہتی ہیں اور پھر خاص کر جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ حکومت بلوچستان کی ان آفسوں نے جو خدمت کی ہے مستقل طور پر اس وقت کی تھی یہ ان کی ایگریمنٹ (Agreement) کا اور اس معاہدے کا بھی ہم لوگ پاس نہیں کر رہے ہیں

تو آئندہ جو ہمارے صوبے میں ہمیں ٹیکنکل لوگ چاہئے ہونگے یا ٹیکنکل جاننے والے لوگ جس کی ہمیں ضرورت ہوگی وہ پھر اس صوبے میں اس قسم کی خدمات سے اپنے آپ کو الگ رکھیں گے وہ کہیں گے بھائی جو آپ لوگ اتنی تنگ نظری سے کام کر رہے ہوں آپ نے ایک Agreement کیا ہوا ہے ایک صوبے نے دوسرے صوبے کے ساتھ ایگریمنٹ کیا تھا ان آفسروں کی خدمات مستقل طور پر صوبائی حکومت بلوچستان کو دی جا رہی ہیں۔ آپ ہم اس ایگریمنٹ کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں تو ایک اچھی بات نہیں ہے یہ لوگ اپنا یہ کیس کورٹ میں بھی لے گئے تھے بعد میں کورٹ نے بھی اس وعدے پر واپس (Withdraw) کر لیا کہ حکومت بلوچستان ان کی صرف تنخواہ کی حد تک تو ان کی مدد کر سکتی ہے اور ان کو پوسٹ نہیں دے رہی ہے تو میرے خیال میں ایسی کوئی بے روزگاری کی بات نہیں ہے۔ بے روزگاری تو سارے ملک میں ہے تو سارے ملک کا مسئلہ جو ہے وہ صرف بلوچستان ۲۰ یا ۲۵ اور سینڈوں سے حل تو نہیں ہو سکتا ہے لیکن ہمارے درمیان جو محبت اخوت جو ہمارے صوبوں کے درمیان ہے وہ اس تنگ نظری کی سیاست کے جو نتائج ہیں وہ متاثر ہو رہے ہیں لہذا میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرارداد جو ہے آپ کسی اور دن کے لئے ڈیفر کریں اور اس پر پھر ہم متفقہ بات کر لیں گے۔

○ سرور انشاء اللہ زہری۔ (وزیر ہدایات)۔ ہمارے بلوچ بھائی جو ہیں تعصب کی بات نہ کریں ہم تعصب کی بات نہیں کر رہے ہیں یہ جو ہمارے بے روزگار بچے ہیں ان میں پٹھان بھی ہیں ان میں بلوچ بھی ہیں ان میں سیٹلر بھی ہیں ان میں ہزارہ بھی ہیں سب شامل ہیں میں سرور خان کاکڑ سے پوچھتا ہوں کہ کیا باقی لوگ بے روزگار نہیں ہیں صرف بلوچ بے روزگار ہیں اس میں سارے بلوچستانیوں کا مسئلہ ہے ہم سب بلوچستانیوں کی بات کرتے ہیں صرف بلوچوں کی بات نہیں کر رہے ہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ جی۔ ہاشمی صاحب

○ مسٹر سعید احمد ہاشمی۔ (وزیر قانون)۔ جناب اسپیکر۔ معزز اراکین نے اس پر روشنی ڈالی متعلقہ فسطح نے بھی وضاحت کی اور خاص طور پر سرور کاکڑ صاحب نے اس کیس کا جو محرک نے قرارداد پیش کی ہے اس کی (Background) کے بارے میں انہوں نے وضاحت کر دی۔ میں آپ کے توسط سے جناب کنگول علی صاحب کو اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیپوٹیشن (Deputation) کی اگر بات ہم کرتے ہیں تو ڈیپوٹیشن (Deputation) میں یہ صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ملازم وفاق کا ہے یہاں آیا ہے کسی صوبے کا ہے یہاں آیا ہے اور اس ملازم کو بھی یہ علم ہے اس کی بنیادی نوکری کراچی کی ہے لاہور کی ہے پشاور کی ہے یا

اسلام آباد کی ہے یہ جس سلسلے میں قرارداد سامنے آئی ہے ان لوگوں کا تعلق این ڈبلیو ایف پی سے نہیں ہے تعلق کے لحاظ سے کہ ان کی اپوائنٹمنٹ یہاں ہوئی تھی بلوچستان میں ہوئی تھی ان کا کیس یہ ہے کہ وہ یہاں اپوائنٹ ہوئے تھے ویسٹ پاکستان کے ٹائم پر ان کی ملازمتیں یہاں پر ہیں اور اخلاقی طور پر قانونی طور پر حکومت بلوچستان پابند ہے اس معاہدے کی کہ انہوں نے ان کو اپوائنٹمنٹ دی تھی آج جب صوبہ سرحد سے بات کی جائے تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ان لوگوں کو ہم نے اپوائنٹ نہیں کیا تھا نہ ہی آپ نے ہم سے مانگے تھے ہم نے آپ کی طرف روزانہ کئے اگر ایک ملازم پنجاب کا یا فریڈیز کا یا سندھ کا ہے اور اس کی اپوائنٹمنٹ وہاں ہوئی ہے اور آج صوبہ بلوچستان کے کہ دس یا پانچ سال پہلے تو آپ کی ضرورت تھی اور اب نہیں رہی وہ بخوشی اسلام آباد یا اپنے صوبے کو واپس چلے جائیں گے لیکن ایسے Cases میں کہ جن لوگوں نے ۲۵ یا ۳۰ سال ہماری خدمت کی ہے اس صوبے کی خدمت کی ہے اور ملازمت شروع ہی بلوچستان سے کی ہے میں سمجھتا ہوں وہاں ہمیں جلد بازی میں ہاؤس کو ایسی قرارداد کی حمایت نہیں کرنی چاہئے کہ ان لوگوں کو ان کے گھرانوں کو ہم ان کا نقصان کریں ہمیں اپنی اخلاقی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں اور اس کو اگر التواء میں چند روز ٹال دیا جائے اگر ڈیپوٹیشن Deputation کی Clarification کرتے ہوئے ڈیپوٹیشن پر میں سمجھتا ہوں اس ہاؤس کو اعتراض نہیں ہوگا۔ ایک آدمی کی کچی ملازمت پنجاب کی ہے اسے بھجوانے میں اگر سفارش کرتے ہیں روزگار کی خاطر اسے وہاں ہاؤس میں لوگوں کو نہیں ہوگا لیکن ان انجینئرز کا ذکر اور جس حوالے سے اس قرارداد میں ذکر ہے ان لوگوں کا کیس میں بھی جانتا ہوں ان لوگوں سے ان کا تعلق ان کی Appointment سرحد کی نہیں ہے۔۔۔ (مداخلت)

○ میر محمد اسلم بزنجو۔ (وزیر محنت)۔ میں جی پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب۔ یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس میں کسی انجینئر کا ذکر نہیں ہے اس پر لفظ ڈیپوٹیشن ہے اس میں جو بھی ڈیپوٹیشن پر چاہے جہاں سے ہیں لیکن اگر جو آدمی اپوائنٹ یہاں سے ہے ہم نہیں کہتے ہیں کہ اس کو نکال دیں یہاں لفظ Deputation ہے اس پر ٹھیک ہے آپ کریں۔

○ مسٹر سعید احمد ہاشمی۔ (وزیر قانون)۔ جناب اسپیکر صاحب۔ میں اس لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ فلور پر دو سال پہلے بھی یہ معاملہ آیا تھا اور جیسے سرور کا کڑنے کما کہ ان کی تنخواہیں بند ہوئیں پھر کورٹ میں گئے لوگوں کے پاس چٹھے کہ ہم ہمیں ملازم بلوچستان کے ہیں آپ کے پاس ان کے لئے پوسٹ کوئی نہیں ہے صرف انہیں تنخواہیں دی جارہی ہیں۔ ۲۵ یا ۳۰ آدمی ہیں میں تو یہ بھی سفارش کروں گا کہ ان کی پوری کفالت کا

بندوبست کریں جو ہماری ذمہ داری ہے اسے ہم بھائیں لیکن اگر کوئی Deputation کا مسئلہ ہے تو ایس اینڈ جی ڈی اے اس ہاؤس کو بتائے کہ کتنے لوگ Deputations پر اور جہاں جہاں ہم کی پورا کر سکتے ہیں ہمارے پاس اہل لوگ ہیں جو جگہ پوری کر سکتے ہیں ان ملازمین کو واپس بھیج سکتے ہیں لیکن ایک جلدی فیصلہ کر کے ایسی قرارداد منظور کر لینا جو اس کو موثر کر کے کسی اور دن کے لئے۔

○ جناب اسپیکر۔ جی۔ عاصم صاحب

○ میر محمد عاصم کرد۔ میں نے جو قرارداد پیش کی ہے اس میں، میں نے پچھلی حکومت کا حوالہ دیا ہے آپ اس کو ذرا غور سے پڑھیں اور پچھلی حکومت میں ہاشمی صاحب بھی اس رمت میں شامل تھے اس وقت بھی انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ انہیں واپس بھیجا جائے اس وقت ہاشمی صاحب تھے ہم لوگ تو نہیں تھے آپ لوگوں نے فیصلہ کیا تھا ہمارے علمائے دین نے بھی فیصلہ کیا تھا کہ واپس جائیں یہ تو کل کی بات ہے جناب اسپیکر صاحب۔ اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ جی آپ؟

○ نواب ذوالفقار علی گکسی۔ (وزیر داخلہ)۔ آپ کی اجازت سے؟ میرے خیال میں یہ مسئلہ پہلے بھی Discuss ہوتا رہا ہے ہم اس ٹائم گورنمنٹ میں بیٹھے تھے، ساتھی ہیں سارے اصولی طور پر اگر Deputation پر آفسر آیا ہوا ہے اس صوبے میں جیسے ہاشمی صاحب نے کہا اگر اس کی ضرورت نہیں رہی صوبے کو اور ہمارے پاس اپنے ملازم ہیں اس جگہ کام کر سکتے ہیں تو ان کو واپس جانا چاہئے لیکن جن کی بنیادی نوکری اس صوبے سے شروع ہوئی میرے خیال میں اس کا واپس بھیجنا تو نامناسب چیز ہوگی میں Request کروں گا کہ اپنے اپوزیشن ممبران صاحبان سے اور Treasury Banches سے کہ Deputation کو بھیج دینا چاہئے لیکن ان لوگوں کو جن کی ملازمت صوبے سے شروع ہوئی ان کو اس وقت نکالنا میرے خیال میں ایک نامناسب کارروائی ہوگی ہمارے لئے۔

○ مسٹر جعفر خان مندوخیل۔ (وزیر تعلیم)۔ جناب اسپیکر۔ اس میں اس بات کا بھی اضافہ کیا جائے کہ ڈیپوٹیشن جن کو اپنی حکومت قبول کرتی ہیں اور صحیح Deputation پر آئے ہوئے ہیں ان کے وہاں پوسٹ Exist کر رہے ہیں اور جن کی ضرورت بھی یہاں نہیں ہے وہ بھی دیکھا جائے کہ جن کی ضرورت بھی یہاں نہیں ہے بہت سی ایسی پوسٹیں ہیں یا بہت سے انجینئرز ہیں جن کی ہم کو ضرور ہے اس چیز کا ذرا سنجیدگی

سے Detail منگوا اس کو پھر حل کیا جائے۔

○ مسٹر کچول علی - جناب اسپیکر صاحب۔

○ جناب اسپیکر - جی فرمائیں۔

○ مسٹر کچول علی ایڈووکیٹ - ہم کہتے ہیں جیسا کہ اسلم صاحب نے کہا جو Deputation Base پر آئے ہوئے ہیں انہیں چاہئے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہاشمی صاحب نے فرمایا کہ مسئلہ کورٹ میں تھا جب ایک مسئلہ کورٹ میں تھا تو آپ لوگوں کو کیوں مداخلت کرنا تھی۔ اس سلسلے میں کورٹ کو چھوڑ دیتے کورٹ اپنا Verdict خود دیتا اگر انہیں یہاں Accommodate کرتا تو میرا اور آپ کا بس نہ سکتا ہر کورٹ کا فیصلہ مقدس ہوتا ہے اگر کورٹ انہیں واپس بھیج دیتا تو بھی ٹھیک تھا ہم کہتے ہیں یہی ہر چیز کو ہم لوگ خود بخود بچیدہ بنا رہے ہیں جب ایک معاملہ کورٹ میں تھا تو ہم کو چھوڑنا چاہئے تھا جو واقعات اور حقائق تھے کورٹ اس کے مطابق فیصلہ صادر کرتا۔

○ مولانا عبدالغفور حیدری - (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) - جناب اسپیکر - جیسا کہ جعفر خان صاحب نے فرمایا اور ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ جو ڈپوٹیشن پر آئے ہوئے حضرات ہیں انہیں باعزت طور پر ان کے صوبوں میں بھیجا جائے کہ ان صوبوں سے بات کی جائے اور جس طرح اتنا عرصہ انہوں نے خدمت کی ہے تو ان کو ایسے ہی بغیر کسی بات کے نکالنا مناسب نہ ہوگا لہذا اگر ان کو بھی واپس بھیجنا ہے تو باعزت طور پر بھیجیں باقی جن کی بھرتی یہاں ہوئی ہے ان کا تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے۔

○ سردار ثناء اللہ زہری - (وزیر بلدیات) - (پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر - اب اس قرارداد پر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے میرے خیال میں اب یہ قرارداد بھاری اکثریت سے منظور ہو چکی ہے اگر آپ رائے لیتے ہیں اس پر رائے لے لیں۔

○ مولانا امیر زمان - (وزیر زراعت) - اگر یہ معاملہ کورٹ میں زیر بحث ہے تو اس پر بحث کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

○ سردار ثناء اللہ خان زہری - (وزیر بلدیات) - کورٹ میں نہیں ہے جی۔ کدھر کورٹ میں ہے؟

- مولانا امیر زمان - (وزیر زراعت) - چکول علی صاحب ے فرمایا۔۔۔(مداخلت)
- مسٹر جعفر خان مندوخیل - (وزیر تعلیم) - جناب اسپیکر - جیسا سرور خان صاحب نے فرمایا اور رائے دی ہے یا مشورہ دیا ہے کہ اس کو ڈیفر کیا جائے اور اس کی Details دیکھی جائے اور اس کے بعد کوئی فیصلہ کیا جائے۔ شاید ہم اس پوزیشن میں ہوں۔۔۔(مداخلت) اگلے سیشن کے لئے
- سردار ثناء اللہ خان زہری - (وزیر بلدیات) - (پوائنٹ آف آرڈر) اس طرح کی ہی ایک قرارداد اختر مینگل نے بھی پیش کی تھی اس اسمبلی میں آج کیوں اس کو ڈیفر کیا جا رہا ہے؟
- میر ہمایوں خان مری - جناب اسپیکر - اس سے پہلے کہ یہاں پر بلہ گلہ شروع ہو، آپ نے خود کہا اس پر دو ٹوک کرائیں گے لہذا آپ دو ٹوک کرائیں۔
- میر محمد عاصم کرد - جناب اسپیکر - آپ اس پر روٹنگ دے چکے ہیں لہذا رائے شماری کرائیں۔
- جناب اسپیکر - میں آپ سے یہ کہوں گا کہ جس طرح آپ نے Consent دی ہے تو کیا یہ اس طرح As it is پیش کریں یعنی کہ صرف ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے لوگ
- میر محمد عاصم کرد - صرف ڈیپوٹیشن پر ہے جی۔۔۔(مداخلت)
- سردار ثناء اللہ خان زہری - (وزیر بلدیات) - صرف ڈیپوٹیشن ہے جی۔
- جناب اسپیکر - میں قرارداد پڑھتا ہوں۔
- ”یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ دوسرے صوبوں سے ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے آفسروں کو ان کے صوبوں میں واپس بھیجا جائے۔ (آوازیں جی ہاں!)“
- مسٹر چکول علی ایڈووکیٹ - جناب اسپیکر - اس سلسلہ میں ہم ایک قرارداد پاس کر لیتے ہیں تو وہ کتابوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بلکہ اس پر عمل درآمد بھی ہو۔ (ڈیک بچائے گئے)
- میر ہمایوں خان مری - جناب اسپیکر - یہاں پہلے لوگوں نے مخالفت کی بات کی اور اب وہ چپ ہو گئے ہیں۔ ویسے اس پر دو ٹوک ہو گئی ہے۔
- سردار ثناء اللہ خان زہری - (وزیر بلدیات) - جس طرح ہمایوں خان نے کہ اس پر دو ٹوک

کردیں آپ دو ٹنگ کرائی ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

○ جناب اسپیکر۔ پوزیشن میرے خیال میں واضح ہے۔ ہمیں دو ٹنگ کی ضرورت نہیں پڑ رہی ہے۔۔۔
(مداخلت)

منظور تو ہے تقریباً۔۔۔ (مداخلت)

○ مولانا عبدالغفور حیدری۔ وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ۔ جناب اسپیکر۔

○ جناب اسپیکر۔ حیدری صاحب آپ بیٹھ جائیں۔

○ سردار ثناء اللہ خان زہری۔ وزیر بلدیات۔ آپ لوگ Agree کرتے ہیں کہ صرف ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے چلے جائیں۔۔۔ (مداخلت)

○ جناب اسپیکر۔ حیدری صاحب اور سردار ثناء اللہ صاحب بجائے اس کے کہ آپ آپس میں بات کریں آپ تشریف رکھیں۔۔۔ (مداخلت)

○ میر ہمایوں خان مری۔ جناب اسپیکر۔ آپ کے توسط سے یہاں پر منسٹر آپ میں لڑ رہے ہیں کوئی اس کے حق میں بول رہا ہے۔ میری عرض ہے یہاں پر دو مولانا صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ پبلک ہیلتھ والے اور پی اینڈ ڈی والے اگر آپ ان کی رائے لے لیں؟۔۔۔ (مداخلت)

○ سردار ثناء اللہ خان زہری۔ وزیر بلدیات۔ جناب اسپیکر۔ جیسا کہ ہمایوں خان بول رہے ہیں کہ منسٹر آپس میں لڑ رہے ہیں۔ جناب ہم لڑ نہیں رہے بلکہ یہ جمہوریت ہے، ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔
(مداخلت)

○ جناب اسپیکر۔ میں اس شکل میں یہ قرارداد پڑھتا ہوں
”یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ دوسرے صوبوں سے ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے افسروں کو ان کے صوبوں میں واپس کیا جائے“ سوال یہ ہے کہ آیا یہ قرارداد منظور کی جائے؟ (قرارداد منظور کی گئی)

○ جناب اسپیکر۔ اس شکل میں قرارداد منظور ہوئی۔ اب منسٹر کچھول علی صاحب اپنی قرارداد نمبر ۵۶ ایوان میں پیش کریں۔

○ مسٹر کچول علی ایڈووکیٹ۔ جناب اسپیکر۔ آپ کی اجازت سے میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت بینک خضدار برانچ کے قیام کے لئے اقدام اٹھائے اور عارضی طور پر پرائیوٹ بلڈنگ حاصل کرے۔ مذکورہ بینک کے قیام کی منظوری دس سال قبل دی جا چکی ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے جہاں اس بینک کے قیام سے علاقے کے عوام کو سہولیات میسر آئیں گی وہاں علاقے کے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار بھی میسر آئے گا۔

○ جناب اسپیکر۔ قرارداد نمبر ۵۶ جو پیش کی گئی یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت بینک خضدار برانچ کے قیام کے لئے اقدام اٹھائے اور عارضی طور پر پرائیوٹ بلڈنگ حاصل کرے۔ مذکورہ بینک کے قیام کی منظوری دس سال قبل دی جا چکی ہے لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے جہاں اس بینک کے قیام سے علاقے کے عوام کو سہولیات میسر آئیں گی وہاں علاقے کے بے روزگار نوجوانوں کو روزگار بھی میسر آئے گا۔

○ سردار ثناء اللہ خان زہری۔ (وزیر بلدیات)۔ میں کچول علی صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔

○ مسٹر کچول علی ایڈووکیٹ۔ نہیں بھائی میں نہیں لیتا ہوں۔

○ جناب اسپیکر۔ سردار صاحب ہاؤس میں بولنے کا یہ طریقہ نہیں ہوتا۔

○ مسٹر کچول علی ایڈووکیٹ۔ نہیں یار میرا خیال ہے بلوچستان کو چھوڑ کر جائیں۔

○ سردار ثناء اللہ خان زہری۔ (وزیر بلدیات)۔ میں کچول صاحب سے Request کرتا ہوں کہ آپ اپنے الفاظ واپس لے لیں آپ اپنی بلوچی ضد چھوڑیں۔

○ مسٹر کچول علی ایڈووکیٹ۔ نہیں سر۔ میں نہیں لوں گا۔ دیکھیں میں اس کی وضاحت کروں گا۔۔۔ (مداخلت)

○ مولانا عبدالغفور حیدری۔ (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)۔ کچول صاحب اپنے الفاظ واپس لے لیں۔ حقیقت میں آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہئے تھا؟

- میر محمد عاصم کرد۔ آپ لوگوں کو میں خوش کرانا ہوں۔ (مداخلت)
- مولانا عبدالغفور حیدری۔ وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ۔ آپ یہ کہہ دیں کہ مجھ سے جذبات میں یہ بات ہوگئی۔
- مسٹر کچول علی ایڈووکیٹ۔ میں کیوں کہوں؟
- مولانا عبدالغفور حیدری۔ وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ۔ دراصل بات یہ ہے کہ آپ فرما رہے ہیں وہ دراصل درست نہیں ہے۔
- سردار ثناء اللہ خان زہری۔ وزیر بلدیات۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔ کچول علی صاحب آپ ایک منتخب نمائندے ہیں آپ کے حلقے کے لوگوں کی یہ خواہش ہوگی کہ وہ آپ کے بیانات پڑھیں ان کی خواہش ہوگی کہ ہم اخباروں میں کچول علی کی تصویر دیکھیں۔
- مسٹر کچول علی ایڈووکیٹ۔ ہمیں کب انہوں نے کوریج دی ہے؟ بس ہزار ہیں ہم جو انہوں نے نہیں دی اب ہمیں توقع بھی نہیں ہے۔
- سردار ثناء اللہ خان زہری۔ وزیر بلدیات۔ میں آپ سے ریکورڈ کروں گا کہ آپ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔
- جناب اسپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد نمبر ۵۶ منظور کی جائے؟ (قرارداد منظور کی گئی)
- جناب اسپیکر۔ چونکہ اسمبلی کے سامنے مزید کارروائی نہیں لہذا اجلاس مورچہ ۳ نومبر ۱۹۹۹ء کی صبح ساڑھے دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(دوپہر ایک بجکر بیس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس)

مورخہ ۳ نومبر ۱۹۹۹ء (بروز سہ شنبہ)

کی صبح ساڑھے دس بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)